عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان
ہفت روزہ
ختم نبوۃ
INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATM-E-NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۹ | ۶ تا ۱۲ر رجب ۱۴۴۱ھ مطابق یکم تا ۷ر مارچ ۲۰۲۰ء | شمارہ: ۹

عدالتی تحقیقاتی کمیشن کے سوالوں کے جواب الجواب

ماہِ رجب اور واقعۂ معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سُنّتِ نبویؐ کی غلط تعبیرات

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

اذان کا جواب دینا مستحب ہے

س:...... اذان کا جواب دینا واجب ہے یا مستحب؟ اسی طرح کیا اقامت کا جواب دینا بھی واجب ہے؟ عورتوں اور مردوں کے لئے یکساں حکم ہے یا کچھ فرق ہے؟

ج:...... جو شخص اذان سنے، چاہے وہ مرد ہو یا عورت، اس پر اذان کا جواب دینا مستحب ہے۔ خواہ وہ گھر اور بازار میں ہو یا مسجد و مدرسہ میں۔ بعض حضرات کے نزدیک تو اذان کا جواب دینا واجب ہے مگر معتمد اور ظاہر مذہب استحباب کا ہی ہے، اور اذان کے جواب میں وہی کلمات دہرائے جو مؤذن کہے: ''حی علی الصلوٰۃ، حی علی الفلاح'' کے جواب میں: ''لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ'' کہے اور فجر کی اذان میں جب مؤذن ''الصلوٰۃ خیر من النوم'' کہے تو اس کے جواب میں: ''صدقت و بررت''، اقامت کا بھی یہی حکم ہے، اسی طرح کلمات دہرائے جب مؤذن ''قد قامت الصلوٰۃ'' کہے تو جواب میں ''اقامہا اللّٰہ و ادامہا'' کہے۔

''اختلف فی الاجابۃ فقیل واجبۃ وھو ظاھر مافی الخانیۃ.... وقیل مندوبۃ وبہ قال مالک والشافعی واحمد وجمھور الفقھاء. اختارہ العینی فی شرح البخاری وقال الشھاب فی شرح الشفاء ھو الصحیح''

(حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص:۱۰۹)

جمعہ کے دن خطبہ سے پہلی اذان کا جواب

س:...... جمعہ کے دن خطبہ سے پہلے جو اذان دی جاتی ہے، کیا اس کا جواب بھی دینا مستحب ہے؟

ج:...... جمعہ کے دن اذان ثانی کا جواب زبان سے نہ دے، کیونکہ جب امام منبر پر موجود ہو تو کوئی بھی کلام اور گفتگو کرنا ممنوع ہے، اذان کا جواب بھی دل ہی دل میں بغیر زبان ہلائے دے دے۔

''وینبغی ان لایجیب بلسانہ اتفاقاً فی الأذان بین یدی الخطیب۔''

(الدر المختار مع رد المحتار، ص:۳۹۹)

نفل عبادت کا ایصالِ ثواب

س:...... کیا نفل عبادت کا ایصال ثواب کرنا درست ہے؟

ج:...... جی ہاں! کوئی بھی نیک کام مثلاً نوافل، تلاوت قرآن، ذکر و اذکار، صدقہ و خیرات، نفلی قربانی، نفلی روزہ، نفلی عمرہ اور نفلی حج کے ذریعے اپنے مرحومین کو ایصال ثواب کرنا درست ہے اور اس کا اجر و ثواب میت کو پہنچتا ہے، لیکن اپنی طرف سے کسی دن کو متعین کرنا اور اس پر اہتمام کرنا سنت کے خلاف اور بدعت ہے۔ اس پر اجر و ثواب کی امید بے معنی ہے۔ اس لئے سنت کے مطابق عبادت کا اہتمام کیا جائے کیونکہ اس پر حصول اجر اور ایصال ثواب کی قوی امید ہے۔ شریعت نے ایصال ثواب کی کوئی رسم اور کوئی قید بیان نہیں فرمائی، بلکہ ہر نیک عمل ایصال ثواب کا ذریعہ بن سکتا ہے اور تمام مرحومین کو اس کا ثواب بھی پہنچایا جاسکتا ہے۔ اس میں سہولت اور آسانی بھی ہے اور شریعت کے مطابق بھی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختم نبوت

مجلس ادارت

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۹ — ۶ تا ۱۲/رجب المرجب ۱۴۴۱ھ مطابق یکم تا ۷/مارچ ۲۰۲۰ء — شمارہ:۹

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

سنتِ نبوی کی غلط تعبیرات!	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
ماہِ رجب اور واقعۂ معراج النبی ﷺ	۷	ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی سنبھلی
روہنگیا مسلمان.... عالمی عدالت انصاف	۱۱	مولانا زاہد الراشدی مدظلہ
کیا تعلیمات نبوی پر مسیحیت کا اثر ہے؟ (۳)	۱۳	ڈاکٹر محمد شمیم اختر قاسمی
مولانا محمد یوسف بروہیؒ کا سانحۂ ارتحال	۱۷	مولانا ظفر اللہ سندھی
عدالتی تحقیقاتی کمیشن کے ۷ سوالات کے جواب الجواب	۲۰	بیان: مولانا محمد علی جالندھریؒ
مولانا شجاع آبادی کے دعوتی و تبلیغی اسفار	۲۳	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
قادیانی خاندان کا قبولِ اسلام	۲۷	〃 〃 〃 〃

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر

فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰/روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) **IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019**

AALMIMAJLIS TAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT **0010010964710018**

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) **IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018**

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سیّد شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

سحبان الہند حضرت مولانا
احمد سعید دہلویؒ

موت، قبر اور اس کے متعلقات

حدیث قدسی ۲: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک انصاری کی میت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ شریک ہوئے، جب ہم قبر پر پہنچے تو قبر تیار ہونے میں کچھ کسر باقی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور ہم اس قدر خاموش تھے گویا ہمارے سروں پر جانور بیٹھے ہیں (یعنی اس قدر خاموش اور بے حس وحرکت بیٹھے تھے کہ پرندے اگر چاہتے تو ہمارے سروں پر آ بیٹھتے) سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی آپ اس لکڑی سے زمین کو کریدنے لگے، پھر آپ نے سر اٹھایا اور فرمایا: عذاب قبر سے پناہ مانگو، یہ کلمہ دو یا تین مرتبہ فرمایا۔ پھر ارشاد فرمایا: جب بندہ مومن دنیا سے علیحدہ ہوتا ہے اور آخرت کی جانب متوجہ ہوتا ہے یعنی مومن کی موت کے وقت اس کے پاس آسمان سے نورانی فرشتے آتے ہیں گویا ان کے چہروں کے ساتھ آفتاب ہے، ان کے ہمراہ جنت کا کفن اور جنت کی خوشبوئیں ہوتی ہیں یہ فرشتے اس کی نگاہ کے سامنے بیٹھ جاتے ہیں پھر ملک الموت علیہ السلام آتے ہیں اور بندۂ مومن کے سر کی جانب بیٹھتے ہیں اور فرماتے ہیں، اے اطمینان والی روح اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رضا مندی کی طرف نکل، پس روح اس طرح نکل آتی ہے، جس طرح مشک میں سے پانی کی قطرے نکل آتے ہیں۔ ملک الموت اس روح کو لیتے ہیں اور اس وقت ان کے ہاتھ سے فرشتے لے لیتے ہیں اور کفن اور خوشبوؤں میں لپیٹ لیتے ہیں اور روح سے ایسی بہترین خوشبو نکلتی ہے جو زیادہ سے زیادہ بہتر روئے زمین پر پائی جاسکتی ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرشتے اس روح کو لے کر چڑھتے ہیں اور یہ فرشتے دوسرے فرشتوں کی جس جماعت پر گزرتے ہیں وہ جماعت کہتی ہے کیا پاکیزہ روح ہے۔ فرشتے اس کا نام بتاتے ہیں اور دنیا میں جس اچھے نام سے اس کو یاد کیا جاتا تھا وہ نام بتاتے ہیں، یہاں تک کہ اس کی روح کو وہ فرشتے آسمان دنیا تک لے جاتے ہیں پھر آسمان کا دروازہ کھلواتے ہیں اور دروازہ کھول دیا جاتا ہے، پھر ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک پہنچاتے ہیں اور جس آسمان سے گزرتے ہیں اس آسمان کے فرشتے اس روح کو پہنچانے کے لئے اپنے سے اوپر والے آسمان تک جاتے ہیں، یہاں تک کہ ساتوں آسمان تک پہنچتے ہیں۔ (جاری ہے)

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم دامت برکاتہم

نمازِ تراویح

س:......نماز تراویح کسے کہتے ہیں، یہ کب، کیسے اور کتنی پڑھی جاتی ہیں؟

ج:...... ہر عاقل بالغ مقیم مرد وعورت پر رمضان المبارک کے پورے مہینے کی ہر ہر رات میں عشاء کے فرض پڑھ لینے کے بعد دو، دو کر کے بیس رکعات کا باجماعت یا اکیلے اکیلے پڑھنا سنت موکدہ ہے (باجماعت پڑھنا سنت موکدہ کفایہ ہے یعنی جماعت سے پڑھنا بالکل چھوڑ دیا جائے تو تمام لوگ گناہگار ہوں گے نیز صبح صادق تک اکیلے اکیلے پڑھ لینا ہر شخص پر لازم ہے) اس وقت پڑھی جانے والی اس نماز کو نماز تراویح کہتے ہیں۔ نماز تراویح صرف رمضان المبارک ہی میں پڑھے جانے کی تعلیم شریعت سے ثابت ہے اور اسے علماء کرام نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت بتلایا ہے، بیس رکعات بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی بتلائی ہیں، جنہیں باجماعت پڑھنا یعنی جماعت سے پڑھنے کا اہتمام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں لازم کیا گیا، اس وقت سے لے کر آج تک مسلمانانِ عالم بلا انکار ہر زمانے میں اس پر عمل کرتے چلے آئے ہیں اور ان شاء اللہ! قیامت تک یہ عمل جاری رہے گا (مسلمانوں کے ایک طبقے نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سال بھر کے روزانہ ہر رات میں آٹھ نوافل پڑھنے کے معمول کو رمضان المبارک میں بھی تراویح کے نام سے جاری رکھا ہوا ہے)۔ نماز تراویح کا وقت عشاء کے فرض پڑھ لینے کے بعد شروع ہوتا ہے اور سحری کا وقت ختم ہونے تک جاری رہتا ہے، لہٰذا اگر کسی رات میں کسی وجہ سے اول وقت میں نماز تراویح ہی نہ پڑھی جاسکی ہو یا اس کی کچھ رکعتیں رہ گئی ہوں تو انہیں سحری کا وقت ختم ہونے سے پہلے پہلے تک پڑھ لینا چاہئے اس کے بعد قضا نہیں ہے۔ اس نماز کے حسن (خوبصورتی) میں دو چیزیں شامل ہیں: (۱) رمضان کی تمام راتوں میں عشاء کے فرضوں اور وتروں کے درمیان باجماعت پڑھنے کا اہتمام رکھا جائے۔ (۲) نماز تراویح میں ایک خاص مقدار میں روزانہ قرآن کریم اس ترتیب کے ساتھ پڑھا جائے کہ پورے مہینے میں از اول تا آخر کم از کم ایک مرتبہ مکمل پڑھا اور سن لیا جائے۔

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلط تعبیرات!

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللّٰہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

یہ تحریر درج ذیل ایک کتاب کی تقریظ تھی، افادۂ عام کی غرض سے اسے ''سنت نبوی کی غلط تعبیرات'' کے عنوان سے ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول، فعل، عمل اور تقریر قرآن کریم کی شرح، تفصیل اور وضاحت ہے۔ قرآن کریم اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رہتی دنیا تک انسانیت کے لئے سرچشمۂ ہدایت اور مقتدیٰ وراہنما ہیں۔ قرآن کریم اور سنت رسول لازم وملزوم ہیں۔ قرآن کریم اور سنت رسول میں تفریق کا سب سے پہلے نعرہ خوارج نے لگایا۔ انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی تکفیر کرکے ان کی روایت کردہ احادیث کا انکار کیا اور صرف کتاب اللہ کو مانا، معتزلہ نے تاویل کے راستے سے فتنۂ انکار حدیث کو آگے بڑھایا۔

یہودیوں، عیسائیوں اور مستشرقین یورپ نے فیصلہ کیا کہ مسلمانوں کو قرآن وسنت کی دولت، ایمان اور یقین کی طاقت سے محروم اور بیزار کرنے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ ان کے بنیادی علوم کو سیکھ کر ان میں تنقیدی وتخریبی نقطۂ نظر سے مطالعہ کرکے ان اساسی علوم اور ان کے ماخذوں میں مسخ وتحریف اور ائمہ دین کی دیانت وامانت میں شکوک وشبہات اور اوہام ووساوس پیدا کردیئے جائیں اور دین میں یہ رخنہ اندازی ایسے غیر محسوس طریقہ پر کی جائے کہ اسلامی عقائد اور شرعی احکام کی پوری عمارت زمین بوس ہوجائے اور مسلمان ان عقائد واحکام کو محض اوہام وخرافات اور دقیانوسی خیالات محسوس کرنے لگیں، تاکہ دین اسلام سے وہ کلی طور پر بیزار ہوجائیں۔

لہٰذا تمام فرق باطلہ خوارج، شیعہ، معتزلہ، قدریہ، جہمیہ اور مرجئہ نے سنت اور احادیث کے خلاف جو کچھ ہرزہ سرائی کی تھی اور زہر اگلا تھا، ان مستشرقین نے اس کو جمع کرکے دوبارہ نئی تعبیر اور نئے انداز میں جدید نسل کے سامنے پیش کرنے کے لئے تدبیریں کیں۔ اس کام کے لئے انہوں نے افراد تیار کئے اور ان کی پشت پر سامراجی حکومتوں نے ان افراد کے معاش کا انتظام کرنے کے علاوہ ان کی اسلام کے خلاف کی گئی تحریفات اور تلبیسات کو کتابوں کی شکل میں چھاپنے اور پھیلانے کا انتظام اپنے ذمہ لیا۔

مستشرقین کا جدامجد جرمن کا یہودی گولڈزیہر ہے۔ اس نے سب سے پہلے اسلام پر اعتراضات کا ذخیرہ جمع کیا اور پھر اسلام کے خلاف اپنی سب سے پہلی زہریلی کتاب ''العقیدۃ والشریعۃ فی الاسلام'' کے نام سے شائع کی۔ جس کا مختلف زبانوں میں ترجمہ کیا گیا۔ اس کے بعد پروفیسر محمود ابوریہ وغیرہ مستشرقین پیدا ہوئے۔ اور ان کے بعد دوسرے ممالک کے علاوہ ہندوستان وپاکستان میں ان نظریات وافکار سے متاثر لوگ اگرچہ کہلاتے تو مسلمان ہیں، لیکن انہوں نے مستشرقین کی کتابیں ہی پڑھی ہیں۔ شاید اس لئے کہ وہ انگلش میں ہیں جن کا پڑھنا ان کے لئے آسان تھا یا اس لئے کہ یہ

لوگ علمی تحقیق (سائنٹفک ریسرچ) کے نام سے دھوکا میں آگئے یا ان سے مرعوب تھے۔ بہر حال کچھ بھی ہوان لوگوں نے سب کچھ وہی کیا جو مسلمانوں کے دشمن یہودی، عیسائی اور سامراج کے پٹھو کر رہے تھے۔ یعنی اسلام اور اس کے حاملین کے خلاف شکوک وشبہات اور بدگمانی و بددیانتی کا پروپیگنڈا کر کے ان کو دین اسلام سے برگشتہ کرنا، جس کی بنا پر یہ سب ایک ہی محاذ پر جمع ہوگئے اور یہ سب ایسے لوگ ہیں جن کی نہ علمی اور تحقیقی میدان میں کوئی قدر وقیمت ہے اور نہ ہی تاریخی اعتبار سے کسی قدر ومنزلت کے مالک ہیں۔

مسلمانوں میں سے جو مصنفین ومؤلفین ان مستشرقین ومورخین کے فریب میں آئے ہیں، ان کی فریب خوردگی اور ان کے جال میں پھنسنے کا موجب حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھیؒ کے نزدیک مندرجہ ذیل چار امور میں سے کوئی نہ کوئی ضرور ہوا ہے:

۱:... یا تو وہ اصلی اسلامی ورثہ یعنی علمائے اسلام کی تصنیفات وتالیفات سے سرے سے جاہل اور اسلام کے پاک وصاف سرچشموں یعنی قرآن و حدیث اور مستند دینی کتابوں سے بالکل بے خبر ہیں۔

۲:... یا پھر وہ اس نام ونہاد علمی اندازِ تحقیق (سائنٹفک ریسرچ) سے دھوکا کھا گئے یا مرعوب ہوگئے ہیں، جس کا یہ دشمنانِ اسلام (مستشرقین اور یورپین مورخین) دعویٰ کیا کرتے ہیں۔

۳:... یا وہ سستی شہرت اور خودنمائی کے طالب ہیں اور بزعم خود تقلید کے بندھنوں سے آزاد ہوکر مذہبی ''آزادخیالی'' کا ڈھونگ رچانا چاہتے تھے۔

۴:... یا پھر وہ بذات خود بے دینی کے رجحانات اور ذہنی بے راہ روی اور فکری آوارگی کے مریض ہیں، مگر اس کے اظہار کی جرأت بجز اس کے اور کسی صورت میں نہیں پاتے کہ ان مستشرقین اور یورپین مؤرخین کی آڑ لے کر بھڑاس نکالیں، یعنی دوسروں کے کاندھوں پر بندوق رکھ کر چلائیں۔

اس لئے ایسے لوگ عالمی طاقتوں کے خفیہ سازشی منصوبوں کے تحت مسلمانوں کا تعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دین اسلام سے کمزور اور بالآخر ختم کرنا چاہتے ہیں، ان سب کی کوشش یہ ہے کہ سنت کی ایسی تعریفات کی جائیں جو صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص نہ رہے۔ دوسری طرف بعض ایسے اسکالرز بھی ہیں جو یہ چاہتے ہیں کہ حدیث اور سنت میں من گھڑت فرق واضح کر کے سنت کو اس قدر عام کیا جائے کہ قیامت تک اسلامی امراءٔ اور بادشاہوں کے احکامات کو بھی سنت قرار دیا جائے۔ مقصد ایک ہی ہے کہ مسلمانوں کے ذہنوں میں سنت کے متعلق جو تصور اور عمل کا جذبہ ہے، اس کو ختم کر دیا جائے اور سنت ہی کے نام پر ایک نئی چیز ان کے سامنے لائی جائے۔ حالانکہ پوری امت مسلمہ، محدثین، مفسرین، اصولیین اور فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل اور تقریر ہی کو کہتے ہیں، اور سنت وحدیث میں کوئی فرق نہیں۔ پوری امت میں سے کسی ایک ثقہ عالم نے بھی اس سے اختلاف نہیں کیا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جزائے خیر دے مولانا مفتی امداد اللہ عبدالقیوم صاحب کو جنہوں نے اس کتاب ''حدیث وسنت'' تعریف، حقیقت، فرق اور تحقیق وتجزیہ'' میں سنت اور حدیث کا تلازم محدثین، متکلمین، اصولیین اور فقہائے کرام کی تصریحات سے ثابت کیا ہے اور اس بات کی نشاندہی کی ہے کہ اس راہ میں کن کن لوگوں نے کس کس طرح ٹھوکریں کھائی ہیں۔

یہ کتاب بہت ہی عرق ریزی اور محنت سے منصۂ شہود پر لائی گئی ہے۔ میں نے اس کتاب کو از اول تا آخر پڑھا ہے۔ اس لئے یہ کہہ سکتا ہوں کہ تمام علمائے کرام اور طلبا کرام کے علاوہ ہر ایک مسلمان کو یہ کتاب پڑھنی چاہئے اور اسے اپنی حرزِ جان بنانا چاہئے تاکہ ہمارا اور ہماری جدید نسل کا ایمان اور بنیادی معتقدات محفوظ رہیں۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیدنا محمد وعلیٰ آلہٖ صحبہ اجمعین

ماہِ رجب اور واقعۂ معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی سنبھلی

اسلامی سال کا ساتواں مہینہ رجب المرجب ہے۔ رجب اُن چار مہینوں میں سے ایک ہے، جنہیں اللہ تعالیٰ نے حرمت والے مہینے قرار دیا ہے:

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک مہینوں کی تعداد بارہ مہینے ہیں، جو اللہ کی کتاب (یعنی لوحِ محفوظ) کے مطابق اُس دن سے نافذ ہیں جس دن اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ ان (بارہ مہینوں) میں سے چار حرمت والے ہیں۔'' (التوبہ: ۳۶)

ان چار مہینوں کی تحدید قرآن کریم میں نہیں ہے، بلکہ نبی اکرم ﷺ نے ان کو بیان فرمایا ہے اور وہ یہ ہیں: ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم الحرام اور رجب المرجب۔ معلوم ہوا کہ حدیثِ نبوی کے بغیر قرآن کریم نہیں سمجھا جا سکتا ہے۔ ان چار مہینوں کو اشہرِ حرم (حرمت والے مہینے) اس لئے کہتے ہیں کہ ان میں ہر ایسے کام جو فتنہ وفساد، قتل و غارت گری اور امن وسکون کی خرابی کا باعث ہو، سے منع فرمایا گیا ہے، اگرچہ لڑائی جھگڑا سال کے دیگر مہینوں میں بھی حرام ہے، مگر اِن چار مہینوں میں لڑائی جھگڑا کرنے سے خاص طور پر منع کیا گیا ہے۔ ان چار مہینوں کی حرمت وعظمت پہلی شریعتوں میں بھی مسلّم رہی ہے، حتیٰ کہ زمانۂ جاہلیت میں بھی ان چار مہینوں کا احترام کیا جاتا تھا۔

رجب کا مہینہ شروع ہونے پر حضور اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ سے یہ دعاء مانگا کرتے تھے:

''اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِيْ رَجَبَ وَشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ.''

(مسند احمد، بزار، طبرانی، بیہقی)

ترجمہ: ''اے اللہ! رجب اور شعبان کے مہینوں میں ہمیں برکت عطا فرما اور ماہِ رمضان تک ہمیں پہنچا۔''

لہٰذا ماہِ رجب کے شروع ہونے پر ہم یہ دعاء یا اس مفہوم پر مشتمل دعاء مانگ سکتے ہیں۔ اس دعاء سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے نزدیک رمضان کی کتنی اہمیت تھی کہ ماہِ رمضان کی عبادت کو حاصل کرنے کے لئے آپ ﷺ رمضان سے دو ماہ قبل دعاؤں کا سلسلہ شروع فرمادیتے تھے۔ ماہِ رجب کو بھی آپ ﷺ کی دعائے برکت حاصل ہوئی، جس سے ماہِ رجب کا کسی حد تک مبارک ہونا ثابت ہوتا ہے۔

ماہِ رجب میں کسی خاص نماز پڑھنے کا یا کسی معین دن کے روزے رکھنے کی خاص فضیلت کا کوئی ثبوت احادیثِ صحیحہ سے نہیں ملتا ہے۔ نماز وروزہ کے اعتبار سے یہ مہینہ دیگر مہینوں کی طرح ہی ہے۔ البتہ رمضان کے پورے ماہ کے روزے رکھنا ہر بالغ مسلمان مرد وعورت پر فرض ہیں اور ماہِ شعبان میں کثرت سے روزے رکھنے کی ترغیب احادیث میں موجود ہے۔ ماہِ رجب میں نبی اکرم ﷺ نے کوئی عمرہ ادا کیا یا نہیں؟ اس بارے میں علماء ومؤرخین کی آراء مختلف ہیں۔ البتہ دیگر مہینوں کی طرح ماہِ رجب میں بھی عمرہ ادا کیا جا سکتا ہے۔ اسلاف سے بھی اس ماہ میں عمرہ ادا کرنے کے ثبوت ملتے ہیں، البتہ رمضان کے علاوہ کسی اور ماہ میں عمرہ ادا کرنے کی کوئی خاص فضیلت احادیث میں موجود نہیں ہے۔

واقعۂ معراج النبی ﷺ:

اس واقعہ کی تاریخ اور سال کے متعلق مؤرخین اور اہل سیر کی آراء مختلف ہیں، ان میں سے ایک رائے یہ ہے کہ نبوت کے بارہویں سال ۲۷ رجب کو ۵۱ سال ۵ مہینہ کی عمر میں نبی اکرم ﷺ کو معراج ہوئی، جیسا کہ علامہ قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''مہرِ نبوت'' میں تحریر فرمایا ہے۔ اِسراء کے معنی رات کو لے جانے کے ہیں۔ مسجدِ حرام (مکہ مکرمہ) سے مسجدِ اقصیٰ کا سفر جس کا تذکرہ سورۂ بنی اسرائیل ''سُبْحَانَ الَّذِیْ أَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلاً مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَی الْمَسْجِدِ الْأَقْصٰی'' میں کیا گیا ہے، اس کو اِسراء کہتے ہیں۔ اور یہاں سے جو سفر آسمانوں کی طرف ہوا اس کا نام معراج ہے۔ ''معراج'' عروج سے نکلا ہے جس کے معنی چڑھنے کے ہیں۔ حدیث

میں ’’عُـرِجَ بِيْ‘‘ یعنی ’’مجھ کو اوپر چڑھایا گیا‘‘ کا لفظ استعمال ہوا ہے، اس لئے اس سفر کا نام معراج ہوگیا۔ اس مقدس واقعہ کو اِسراء اور معراج دونوں ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس واقعہ کا ذکر سورۂ نجم کی آیات میں بھی ہے:

ترجمہ: ’’پھر وہ قریب آیا اور جھک پڑا، یہاں تک کہ وہ دو کمانوں کے فاصلے کے برابر قریب آ گیا، بلکہ اس سے بھی زیادہ نزدیک، اس طرح اللہ کو اپنے بندے پر جو وحی نازل فرمانی تھی، وہ نازل فرمائی۔‘‘

سورۃ النجم کی آیات ۱۳-۱۸ میں وضاحت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے (اس موقع پر) بڑی بڑی نشانیاں ملاحظہ فرمائیں:

ترجمہ: ’’اور حقیقت یہ ہے انہوں نے اس (فرشتے) کو ایک اور مرتبہ دیکھا ہے۔ اس بیر کے درخت کے پاس جس کا نام سدرۃ المنتہیٰ ہے، اسی کے پاس جنت الماْویٰ ہے، اس وقت اس بیر کے درخت پر وہ چیزیں چھائی ہوئی تھیں جو بھی اس پر چھائی ہوئی تھیں۔ (نبی کی) آنکھ نہ تو چکرائی اور نہ حد سے آگے بڑھی، سچ تو یہ ہے کہ انہوں نے اپنے پروردگار کی بڑی بڑی نشانیوں میں سے بہت کچھ دیکھا ہے۔‘‘

اور یہ واقعہ احادیثِ متواترہ سے بھی ثابت ہے، یعنی صحابہؓ، تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کی ایک بڑی تعداد سے معراج کے واقعہ سے متعلق احادیث مروی ہیں۔

انسانی تاریخ کا سب سے لمبا سفر:

قرآن کریم اور احادیثِ متواترہ سے ثابت ہے کہ اسراء و معراج کا تمام سفر صرف روحانی نہیں، بلکہ جسمانی تھا، یعنی نبی اکرم ﷺ کا یہ سفر کوئی خواب نہیں تھا، بلکہ ایک جسمانی سفر اور عینی مشاہدہ تھا۔ یہ ایک معجزہ تھا کہ مختلف مراحل سے گزر کر اتنا بڑا سفر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے صرف رات کے ایک حصہ میں مکمل کردیا۔ اللہ تعالیٰ جو اس پوری کائنات کا پیدا کرنے والا ہے، اس کے لئے کوئی بھی کام مشکل نہیں ہے، کیونکہ وہ تو قادرِ مطلق ہے، جو چاہتا ہے کرتا ہے، اس کے تو ارادہ کرنے پر چیز کا وجود ہوجاتا ہے۔ معراج کا واقعہ پوری انسانی تاریخ کا ایک ایسا عظیم، مبارک اور بے نظیر معجزہ ہے جس کی مثال تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے۔ خالقِ کائنات نے اپنے محبوب ﷺ کو دعوت دے کر اپنا مہمان بنانے کا وہ شرفِ عظیم عطا فرمایا، جو نہ کسی انسان کو کبھی حاصل ہوا ہے اور نہ کسی مقرّب ترین فرشتے کو۔

واقعۂ معراج کا مقصد:

واقعۂ معراج کے مقاصد میں جو سب سے مختصر اور عظیم بات قرآن کریم کی سورۂ بنی اسرائیل میں ذکر کی گئی ہے، وہ یہ ہے کہ ہم (اللہ تعالیٰ) نے آپ ﷺ کو اپنی کچھ نشانیاں دکھلائیں۔ اس کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد اپنے حبیب محمد ﷺ کو وہ عظیم الشان مقام و مرتبہ دینا ہے جو کسی بھی بشر حتیٰ کہ کسی مقرب ترین فرشتہ کو نہیں ملا ہے اور نہ ملے گا۔ نیز اس کے مقاصد میں اُمتِ مسلمہ کو یہ پیغام دینا ہے کہ نماز ایسا مہتم بالشان عمل اور عظیم عبادت ہے کہ اس کی فرضیت کا اعلان زمین پر نہیں، بلکہ ساتوں آسمانوں کے اوپر بلند و اعلیٰ مقام پر معراج کی رات میں ہوا۔ نیز اس کا حکم حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ نبی اکرم ﷺ تک نہیں پہنچا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرضیتِ نماز کا تحفہ بذاتِ خود اپنے حبیب ﷺ کو عطا فرمایا۔ نماز اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کرنے اور اپنی ضرورتوں اور حاجتوں کو مانگنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔

واقعۂ معراج کی مختصر تفصیل:

اس واقعہ کی مختصر تفصیل یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے پاس سونے کا طشت لایا گیا جو حکمت اور ایمان سے پُر تھا، آپ ﷺ کا سینہ چاک کیا گیا، پھر اُسے زمزم کے پانی سے دھویا گیا، پھر اُسے حکمت اور ایمان سے بھر دیا گیا اور پھر بجلی کی رفتار سے زیادہ تیز چلنے والی ایک سواری یعنی براق لایا گیا جو لمبا سفید رنگ کا چوپایا تھا، اس کا قد گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا، وہ اپنا قدم وہاں رکھتا تھا جہاں تک اس کی نظر پڑتی تھی۔ اس پر سوار کر کے حضور اکرم ﷺ کو بیت المقدس لے جایا گیا اور وہاں تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے حضور اکرم ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھی، پھر آسمانوں کی طرف لے جایا گیا۔ پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام، دوسرے آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام، تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام، چوتھے آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام، پانچویں آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام، چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ اس کے بعد ’’البیت المعمور‘‘ حضور اکرم ﷺ کے سامنے کر دیا گیا، جہاں روزانہ ستر ہزار فرشتے اللہ کی عبادت کے لئے داخل ہوتے ہیں، جو دوبارہ اس میں لوٹ کر نہیں آتے۔ پھر آپ ﷺ کو سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا۔

آپ ﷺ نے دیکھا کہ اس کے پتے اتنے بڑے ہیں جیسے ہاتھی کے کان ہوں اور اس کے پھل اتنے بڑے بڑے ہیں جیسے مٹکے ہوں۔ جب سدرۃ المنتہیٰ کو اللہ کے حکم سے ڈھانکنے والی چیزوں نے ڈھانک لیا تو اس کا حال بدل گیا، اللہ کی کسی بھی مخلوق میں اتنی طاقت نہیں کہ اس کے حسن کو بیان کرسکے۔ سدرۃ المنتہیٰ کی جڑ میں چار نہریں نظر آئیں: دو باطنی نہریں اور دو ظاہری نہریں۔ حضور اکرم ﷺ کے دریافت کرنے پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ باطنی دو نہریں جنت کی نہریں ہیں اور ظاہری دو نہریں فرات اور نیل ہیں (فرات عراق میں اور نیل مصر میں ہے)۔

نماز کی فرضیت:

اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کی وحی فرمائی جن کی وحی اس وقت فرمانا تھا اور پچاس نمازیں فرض کیں۔ واپسی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کہنے پر حضور اکرم ﷺ چند مرتبہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہوئے اور نماز کی تخفیف کی درخواست کی۔ ہر مرتبہ پانچ نمازیں معاف کردی گئیں، یہاں تک کہ صرف پانچ نمازیں رہ گئیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس پر بھی مزید تخفیف کی بات کہی، لیکن اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے کہا کہ مجھے اس سے زیادہ تخفیف کا سوال کرنے میں شرم محسوس ہوتی ہے اور میں اللہ کے اس حکم کو تسلیم کرتا ہوں۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ندا دی گئی: میرے پاس بات بدلی نہیں جاتی ہے، یعنی میں نے اپنے فریضہ کا حکم باقی رکھا اور اپنے بندوں سے تخفیف کردی اور میں ایک نیکی کا بدلہ دس بنا کر دیتا ہوں۔ غرضیکہ ادا کرنے میں پانچ ہیں اور ثواب میں پچاس ہی ہیں۔

معراج کے موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تین انعام:

اس موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تین انعام دیئے گئے:

۱:- حضور اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ سے انسان کا رشتہ جوڑنے کا سب سے اہم ذریعہ یعنی نماز کی فرضیت کا تحفہ ملا اور حضور اکرم ﷺ کا اپنی اُمت کی فکر اور اللہ کے فضل وکرم کی وجہ سے پانچ نمازوں کی ادائیگی پر پچاس نمازوں کا ثواب دیا جائے گا۔

۲:- سورۃ البقرہ کی آخری آیت ''آمَنَ الرَّسُولُ'' سے لے کر آخر تک عنایت فرمائی گئی۔

۳:- اس قانون کا اعلان کیا گیا کہ حضور اکرم ﷺ کی اُمت کے شرک کے علاوہ تمام گناہوں کی معافی ممکن ہے، یعنی کبیرہ گناہوں کی وجہ سے ہمیشہ عذاب میں نہیں رہیں گے، بلکہ توبہ سے معاف ہوجائیں گے یا عذاب بھگت کر چھٹکارا مل جائے گا، البتہ کافر اور مشرک ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔

معراج میں دیدارِ الٰہی:

زمانہ قدیم سے اختلاف چلا آرہا ہے کہ حضور اکرم ﷺ شبِ معراج میں دیدارِ خداوندی سے مشرف ہوئے یا نہیں؟ اور اگر رؤیت ہوئی تو وہ رؤیت بصری تھی یا رؤیت قلبی تھی؟ البتہ ہمارے لئے اتنا مان لینا ان شاء اللہ! کافی ہے کہ یہ واقعہ برحق ہے، یہ واقعہ رات کے صرف ایک حصہ میں ہوا، نیز بیداری کی حالت میں ہوا ہے اور حضور اکرم ﷺ کا یہ ایک بڑا معجزہ ہے۔

قریش کی تکذیب اور ان پر حجت قائم ہونا:

رات کے صرف ایک حصہ میں مکہ مکرمہ سے بیت المقدس جانا، انبیاء کرام علیہم السلام کی امامت میں وہاں نماز پڑھنا، پھر وہاں سے آسمانوں تک تشریف لے جانا، انبیاء کرام علیہم السلام سے ملاقات اور پھر اللہ جل شانہٗ کی دربار میں حاضری، جنت ودوزخ کو دیکھنا، مکہ مکرمہ تک واپس آنا اور واپسی پر قریش کے ایک تجارتی قافلہ سے ملاقات ہونا جو ملک شام سے واپس آرہا تھا، جب حضور اکرم ﷺ نے صبح کو معراج کا واقعہ بیان کیا تو قریش تعجب کرنے لگے اور جھٹلانے لگے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: اگر انہوں نے یہ بات کہی ہے تو سچ فرمایا ہے۔ اس پر قریش کے لوگ کہنے لگے کہ: کیا تم اس بات کی بھی تصدیق کرتے ہو؟ انہوں نے فرمایا کہ: میں تو اس سے بھی زیادہ عجیب باتوں کی تصدیق کرتا ہوں اور وہ یہ کہ آسمانوں سے آپ کے پاس خبر آتی ہے۔ اسی وجہ سے ان کا لقب صدیق پڑ گیا۔ اس کے بعد جب قریشِ مکہ کی جانب سے حضور اکرم ﷺ سے بیت المقدس کے احوال دریافت کئے گئے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے بیت المقدس کو حضور اکرم ﷺ کے لئے روشن فرمادیا، اُس وقت آپ ﷺ حطیم میں تشریف فرما تھے۔ قریشِ مکہ سوال کرتے جارہے تھے اور آپ ﷺ جواب دیتے جارہے تھے۔

سفرِ معراج کے بعض مشاہدات:

اس اہم وعظیم سفر میں آپ ﷺ کو جنت ودوزخ کے مشاہدہ کے ساتھ مختلف گناہگاروں

کے احوال بھی دکھائے گئے جن میں سے بعض گناہگاروں کے احوال اس جذبہ سے تحریر کررہا ہوں کہ ان گناہوں سے ہم خود بھی بچیں اوردوسروں کو بھی بچنے کی ترغیب دیں۔

کچھ لوگ اپنے سینوں کو ناخنوں سے چھیل رہے تھے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جس رات مجھے معراج کرائی گئی میں ایسے لوگوں پر گزرا جن کے ناخن تانبے کے تھے اوروہ اپنے چہروں اور سینوں کو چھیل رہے تھے۔ میں نے جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ: وہ لوگ ہیں جو لوگوں کے گوشت کھاتے ہیں (یعنی ان کی غیبت کرتے ہیں) اوران کی بے آبروئی کرنے میں پڑے رہتے ہیں۔(ابوداؤد)

سودخوروں کی بدحالی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جس رات مجھے سیر کرائی گئی میں ایسے لوگوں پر بھی گزرا جن کے پیٹ اتنے بڑے بڑے تھے جیسے (انسانوں کے رہنے کے) گھر ہوتے ہیں، ان میں سانپ تھے جو باہر سے ان کے پیٹوں میں نظر آرہے تھے۔ میں نے کہا کہ: اے جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا یہ سود کھانے والے ہیں۔(مشکوۃ المصابیح)

کچھ لوگوں کے سر پتھروں سے کچلے جارہے تھے:

آپ ﷺ کا گزرایسے لوگوں کے پاس سے بھی ہوا جن کے سرپتھروں سے کچلے جارہے تھے، کچل جانے کے بعد پھر ویسے ہی ہوجاتے تھے جیسے پہلے تھے۔اسی طرح یہ سلسلہ جاری تھا، ختم نہیں ہورہا تھا۔آپ ﷺ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ: یہ لوگ نماز میں کاہلی کرنے والے ہیں۔(انوارالسراج فی ذکرالاسراء والمعراج، شیخ مفتی عاشق الٰہیؒ)

زکوٰۃ نہ دینے والوں کی بدحالی:

آپ ﷺ کا گزرایسے لوگوں کے پاس سے بھی ہوا جن کی شرمگاہوں پر آگے اور پیچھے چیتھڑے لپٹے ہوئے ہیں اور اونٹ و بیل کی طرح چرتے ہیں اور کانٹے دار و خبیث درخت اور جہنم کے پتھر کھارہے ہیں، آپ ﷺ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ: یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مالوں کی زکاۃ ادانہیں کرتے ہیں۔(انوارالسراج فی ذکرالاسراء والمعراج، شیخ مفتی عاشق الٰہیؒ)

سڑاہواگوشت کھانے والے لوگ:

آپ ﷺ کا گزرایسے لوگوں کے پاس سے بھی ہوا جن کے سامنے ایک ہانڈی میں پکا ہوا گوشت ہے اورایک ہانڈی میں کچا اورسڑا ہوا گوشت رکھا ہے، یہ لوگ سڑا ہوا گوشت کھارہے ہیں اور پکا ہوا گوشت نہیں کھارہے ہیں، آپ ﷺ نے دریافت کیا یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے پاس حلال اور طیب عورت موجود ہے، مگر وہ زانیہ اور فاحشہ عورت کے ساتھ شب باشی کرتے ہیں اور صبح تک اسی کے ساتھ رہتے ہیں اور وہ عورتیں ہیں جو حلال اورطیب شوہر کو چھوڑ کرکسی زانی اور بدکار شخص کے ساتھ رات گزارتی ہیں۔(انوارالسراج فی ذکرالاسراء والمعراج، شیخ مفتی عاشق الٰہیؒ)

سدرۃ المنتہٰی کیا ہے؟

احادیث میں ’’سدرۃ المنتھٰی‘‘اور ’’السدرۃ المنتھٰی‘‘ دونوں طرح استعمال ہوا ہے۔قرآن کریم میں ’’سدرۃ المنتھٰی‘‘ استعمال ہوا ہے۔’’سدرۃ‘‘ کے معنی بیر کے ہیں اور’’منتھٰی‘‘ کے معنی انتہا ہونے کی جگہ کے ہیں۔اس درخت کا یہ نام رکھنے کی وجہ صحیح مسلم میں اس طرح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:اوپر سے جواحکام نازل ہوتے ہیں وہ اسی پر منتہی ہوجاتے ہیں اور جو بندوں کے اعمال نیچے سے اوپر جاتے ہیں وہ وہاں پر ٹھہر جاتے ہیں، یعنی آنے والے احکام پہلے وہاں آتے ہیں، پھر وہاں سے نازل ہوتے ہیں اور نیچے سے جانے والے جواعمال ہیں وہ وہاں ٹھہر جاتے ہیں، پھر اوپراٹھائے جاتے ہیں۔

وضاحت:

واقعۂ معراج النبی ﷺ سے متعلق کوئی خاص عبادت ہر سال ہمارے لئے مسنون یا ضروری نہیں ہے۔تاریخ کے اس بے مثال واقعہ کو بیان کرنے کا اہم مقصد یہ ہے کہ ہم اس عظیم الشان واقعہ کی کسی حدتک تفصیلات سے واقف ہوں اور ہم اُن گناہوں سے بچیں جن کے ارتکاب کرنے والوں کا برا انجام نبی اکرم ﷺ نے اس سفر میں اپنی آنکھوں سے دیکھا اور پھر اُمت کو بیان فرمایا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرما اور دونوں جہاں کی کامیابی وکامرانی عطا فرما۔آمین

.....۞.....۞.....۞....

روھنگیا مسلمان
عالمی عدالت انصاف کا ایک مستحسن فیصلہ

روزنامہ دنیا گوجرانوالہ میں ۲۴؍جنوری ۲۰۲۰ءکوشائع ہونے والی خبر ملاحظہ فرمائیں:

’’عالمی عدالت انصاف نے میانمار حکومت کو روہنگیا مسلمانوں کے تحفظ کا حکم دے دیا، نسل کشی کے خلاف ۱۹۴۸ء کے کنونشن کے تحت افریقی ریاست گیمبیا کی درخواست پر اقدامات کی منظوری دیتے ہوئے عالمی کورٹ کے جج عبدالقوی احمد یوسف نے درخواست گزار ملک کو مقدمے کی کاروائی مزید آگے بڑھانے کی اجازت دے دی ہے، عدالت نے میانمار کی حکومت کو پابند بنایا کہ وہ مسلمان کمیونٹی کے خلاف اپنی فوج کے ظالمانہ اقدامات روکے، نگیون حکومت کو روہنگیا مسلمانوں کے تحفظ کے لئے چار ماہ کے اندر تمام اقدامات کر کے رپورٹ جمع کرانے اور ہر چھ ماہ بعد اس حوالہ سے رپورٹ دینے کی ہدایت کی گئی ہے۔ مقدمے کی سماعت کے دوران میانمار کی حکومت نے موقف اختیار کیا کہ عالمی عدالت انصاف اس کیس کی سماعت کا اختیار نہیں رکھتی جس پر گیمبیا کے دلائل سن کر عدالت نے قرار دیا کہ روہنگیا مسلمانوں کی نسل کشی کے حوالے سے مقدمہ سننے کی یہ عدالت مجاز ہے، واضح رہے کہ میانمار میں ۲۰۱۷ء کے فوجی کریک ڈاؤن کے نتیجے میں سات لاکھ چالیس ہزار مسلمانوں نے بنگلہ دیش میں پناہ لی تھی۔‘‘

میانمار (برما) کا یہ خطہ جو اراکان کہلاتا ہے، مسلم اکثریت کا علاقہ ہے اور یہاں صدیوں مسلمانوں کی آزاد حکومت رہی ہے۔ جسے برطانوی استعمار نے اس علاقے میں کنٹرول حاصل کرنے کے بعد تقسیم کر کے اس کے دارالحکومت چٹا گانگ کو بنگال میں شامل کیا تھا اور دوسرے حصے کو برما کے سپرد کر دیا تھا۔ یہاں

حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ

روہنگیا نسل کے مسلمانوں کی غالب اکثریت ہے جو طویل عرصہ سے نسلی تعصب اور اس کی آڑ میں مذہبی منافرت کا نشانہ بنتے آرہے ہیں اور مختلف ادوار میں ہزاروں افراد شہادت سے ہمکنار ہونے کے علاوہ لاکھوں مسلمان بنگلہ دیش اور دیگر ملکوں میں پناہ گزین ہوئے ہیں۔ انہیں نسل در نسل اس خطہ میں آباد چلے آنے کے باوجود وہاں کا شہری تسلیم نہیں کیا جا رہا اور میانمار کی حکومت وہاں کے بدھ کاشٹوں کی پشت پناہی کرتے ہوئے متعدد بار فوجی آپریشنوں کے ذریعے مسلمانوں کے قتل عام اور جلاوطنی کے جرائم کا ارتکاب کر چکی ہے۔

اس کے بارے میں اقوام متحدہ کے علاوہ متعدد دیگر عالمی ادارے اور مسلم ممالک کی باہمی تعاون کی تنظیم (او آئی سی) مختلف مواقع پر رپورٹیں پیش کرتے ہوئے آواز اٹھاتے رہے ہیں مگر توجہ دلانے اور آواز اٹھانے سے آگے کوئی عملی جدوجہد کسی طرف سے اب تک سامنے نہیں آئی۔ اس لئے اب اگر گیمبیا کی حکومت نے عالمی عدالت انصاف کا دروازہ کھٹکھٹا کر مظلوم اراکانی مسلمانوں کی دادرسی کی کوئی صورت نکالی ہے تو وہ پورے عالم اسلام کی طرف سے شکریہ کی مستحق ہے اور اس سے کسی حد تک دلوں میں اطمینان کا احساس اجاگر ہوا ہے کہ کسی طرف سے کوئی آواز تو اٹھی ہے اور کسی مسلمان حکومت نے دینی حمیت کا مظاہرہ تو کیا ہے۔ یہ کام دراصل بنگلہ دیش کے کرنے کا تھا کہ وہ پڑوسی مسلمان ملک ہونے کے ساتھ ساتھ اراکان کے سابق دارالحکومت چٹا گانگ کو اپنے دامن میں سنبھالے ہوئے ہے اور اس نے لاکھوں اراکانی مسلمانوں کو اپنے ملک میں پناہ دے رکھی ہے، اور حکومت پاکستان کا حق بنتا تھا کہ متحدہ پاکستان کے دور میں اراکان اس کی پڑوسی ریاست تھی۔ جبکہ تاریخ کے ریکارڈ کے مطابق قیام پاکستان کے وقت اس ریاست کے مسلمانوں نے پاکستان میں شامل ہونے کی خواہش کا اظہار کیا تھا اور ہمارے خیال میں ان کی یہ معصوم خواہش ہی ان پر ظلم کی رسی دراز ہونے کا باعث بنی ہے۔ پھر اس کیس کی اصل مدعی او آئی سی تھی کہ اس کے قیام کا مقصد ہی دنیا بھر کے مسلمانوں کی دیکھ بھال اور مسلم علاقوں کے درمیان ربط وتعاون کا فروغ بیان کیا جاتا ہے مگر بدقسمتی سے ایسا نہیں ہو سکا اور گیمبیا نے بالآخر یہ قدم اٹھایا جس پر ہم گیمبیا کو خراج تحسین پیش کرنا

اپنی دینی وملی ذمہ داری سمجھتے ہیں۔

اگرچہ عالمی عدالت انصاف کے اس فیصلے سے عملی طور پر کسی بڑی تبدیلی کی توقع بظاہر مشکل ہے اس لئے کہ عالمی عدالت اور عالمی اداروں بالخصوص اقوام متحدہ کی جنرل کونسل کے اس نوعیت کے بہت سے اہم فیصلے صرف اس لئے گومگو کی سولی پر لٹکے چلے آرہے ہیں کہ ان کا تعلق مسلمانوں سے ہے اور فلسطین اور کشمیر سمیت بہت سے علاقوں کے بارے میں اقوام متحدہ اور اس کے اداروں کے متعدد فیصلوں پر عملدرآمد کی صورتحال سے واضح ہے، جبکہ مسلمانوں کی نسل کشی اور قتل عام وجلاوطنی کا یہ سلسلہ صرف اراکان تک محدود نہیں بلکہ کشمیر، سنکیانگ اور دنیا کے بہت سے دیگر علاقوں میں بھی جاری ہے اور دنیا کی سب سے بڑی جمہوریہ کہلانے والے بھارت میں مسلمانوں کی شہریت کے بارے میں مودی حکومت کے حالیہ اقدامات بھی اس سے مختلف دکھائی نہیں دیتے۔

تاہم عالمی عدالت انصاف اور گیمبیا کی حکومت کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ہم دنیا بھر کی مسلمان حکومتوں، اداروں اور لابیوں سے گزارش کرنا چاہیں گے کہ اراکان، سنکیانگ اور اراکان کے مسلمانوں کی یہ مسلسل مظلومیت بہرحال دنیا بھر کے مسلمانوں کی ملی حمیت کے لئے سوالیہ نشان کی حقیقت رکھتی ہے اور ہمیں اس کے لئے ورلڈ اسٹیبلشمنٹ کے مسلط کردہ دائروں سے ہٹ کر ملی تقاضوں اور دینی ذمہ داریوں کے حوالہ سے ہی کچھ نہ کچھ کرنا ہوگا کہ اس کے سوا اس کا مسئلہ کا کوئی حل نہیں ہے۔

(روزنامہ اسلام لاہور، ۲؍فروری ۲۰۲۰ء)

تحفظ ختم نبوت کانفرنس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام ۲۶؍جنوری ۲۰۲۰ء اتوار کو گوٹھ گورگیج تحصیل وارہ میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی صدارت مولانا محمد صدیق نے کی جبکہ تلاوت قاری جاوید احمد بروہی نے کی۔ کانفرنس سے درگاہ عالیہ بیرشریف کے چشم وچراغ حضرت مولانا سائیں عبدالمجیب قریشی، مبلغین ختم نبوت مولانا عبدالحکیم نعمانی چیچہ وطنی، مولانا عبدالحئی مطمئن کراچی اور مولانا ظفراللہ سندھی سمیت دیگر مقررین نے خطاب کیا۔ کانفرنس کے اسٹیج سیکرٹری مولانا محمد عیسیٰ بروہی تھے۔ اس موقع پر ہدیۂ نعت شفیع اللہ اور جناب وزیرعلی نے پیش کیا۔ کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے مولانا عبدالواحد، قاضی فضل اللہ بروہی اور بھائی محمد صدیر سمیت گاؤں کے معززین نے اہم کردار ادا کیا۔ قرب وجوار سے شرکت کرنے والوں کے لئے خوردونوش کا انتظام کیا گیا تھا۔

ختم نبوت کورس، نصیرآباد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام جامع مسجد حذیفہ بازار والی نصیرآباد ضلع قمبر میں ۲۷، ۲۸؍جنوری کو دوروزہ ختم نبوت کورس منعقد ہوا۔ صدارت جامع مسجد حذیفہ کے خطیب مولانا محمد حسن نے کی۔ کورس سے مولانا عبدالحکیم نعمانی چیچہ وطنی، مولانا عبدالحئی مطمئن کراچی اور مولانا ظفراللہ سندھی سمیت دیگر علماء کرام کے بیانات ہوئے۔ شرکائے کورس کو عقیدۂ ختم نبوت وحیات عیسیٰ علیہ السلام اور کذبات مرزا قادیانی پر تیاری کرائی گئی۔ مجلس کا لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔

ختم نبوت کورس، مدیجی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام جامع مسجد محمدی مدرسہ بدرالہدیٰ مدیجی ضلع شکارپور میں ۲۹، ۳۰؍جنوری کو بعد نماز مغرب ختم نبوت کورس ترتیب دیا گیا۔ کورس سے حضرت مولانا سائیں عبدالمجیب قریشی، مولانا عبدالحکیم نعمانی اور مولانا ظفراللہ سندھی سمیت متعدد علماء کرام نے لیکچر دیئے۔ کورس کو کامیاب بنانے کے لئے مولانا نثار احمد پنہور، مولانا عبدالباسط، مولانا ذکاءاللہ اور محترم خادم حسین نے بھرپور محنت کی۔

دوروزہ تحفظ ختم نبوت کورس، روہڑی

سکھر (محمد مبشر گجر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے زیراہتمام مدرسہ مدنیۃ العلوم محلہ روہڑی میں ۲۴، ۲۵؍جنوری بروز جمعہ، ہفتہ مغرب تا عشاء تحفظ ختم نبوت کورس منعقد ہوا، جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چیچہ وطنی کے مرکزی مبلغ مولانا عبدالحکیم نعمانی، سکھر ڈویژن کے مبلغ مولانا محمد حسین ناصر نے ایک ایک گھنٹہ لیکچر دیئے جس میں عقیدۂ ختم نبوت، حیات عیسیٰ علیہ السلام پر بیان کرتے ہوئے مرزا قادیانی کی پیشینگوئیوں کا پوسٹ مارٹم کیا۔ مولانا محمد حسین ناصر نے اپنے لیکچر میں عظمت مصطفیٰ، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی خدمات اور اپنے اکابرین کی قربانیوں کا تذکرہ کیا۔ مولانا عبدالحکیم نعمانی نے اپنے خطاب میں ردِّ مرزائیت پر بیان کرتے ہوئے کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی پوری زندگی مکروفریب، دھوکا دہی اور انگریزوں کی کاسہ لیسی میں گزری ہے، ایسا آدمی تو شریف آدمی کہلانے کا بھی مستحق نہیں۔ مرزا قادیانی اپنے تمام دعوؤں میں جھوٹا ثابت ہوا۔ ہاں ایک دعویٰ اس نے ایسا کیا کہ اس میں ہم اسے سچا مانتے ہیں۔ چنانچہ مرزا لکھتا ہے: ''کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد...... ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار'' کورس کو کامیاب کرنے کے لئے مولانا مفتی عبدالجبار، مولانا احمداللہ، مدرسہ کے مہتمم نے بھرپور تعاون کیا اور شرکائے کورس نے خوب استفادہ کیا۔

کیا تعلیماتِ نبوی پر مسیحیت کا اثر ہے؟

(آخری قسط)

ڈاکٹر محمد شمیم اختر قاسمی

اس کے برعکس حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں۔ اس میں اس جملے کے علاوہ کوئی نقص نہیں۔ اس بات کا احتمال ہے کہ یہ جملہ مدرج ہو۔ یعنی کسی دوسری منقطع روایت سے اس میں شامل ہوگیا ہو اور یہ کسی راوی کا وہم ہو۔ جب کہ علامہ شبلی نعمانیؒ حافظ ابن حجرؒ پر سخت تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''حافظ ابن حجر رواۃ پرستی کی بنا پر اس حدیث کو صحیح تسلیم کرتے ہیں، لیکن چوں کہ حضرت ابوبکر اور بلال کی شرکت بداہتاً غلط ہے، اس لئے مجبوراً اقرار کرتے ہیں کہ اس قدر حصہ غلطی سے روایت میں شامل ہوگیا ہے، لیکن حافظ ابن حجر کا یہ ادعا بھی صحیح نہیں کہ اس روایت کے تمام روات قابل سند ہیں۔ عبدالرحمٰن بن غزوان کی نسبت خود ہی حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں لکھا ہے کہ: ''وہ خطا کرتا تھا، اس کی طرف سے اس وجہ سے شبہ پیدا ہوتا ہے کہ اس نے ممالیک کی روایت نقل کی ہے'' ممالیک کی ایک روایت ہے، جس کو محدثین جھوٹ اور موضوع خیال کرتے ہیں۔'' (سیرۃ النبی، ج:۱،ص:۱۴۸)

واقعات میں جو خامی ہے اس کے علاوہ بھی اس روایت میں سند کے اعتبار سے کمزوری ہے، اس کی صراحت کرتے ہوئے علامہ شبلی لکھتے ہیں:

''اس حدیث کے آخیر راوی ابوموسیٰ اشعری ہیں، وہ شریک واقعہ نہ تھے اور اوپر کے راوی کا نام نہیں بتاتے۔ ترمذی کے علاوہ طبقات ابن سعد میں جو سلسلہ سند مذکور ہے (وہ مرسل یا معضل ہے۔ یعنی جو روایت مرسل ہے، اس میں تابعی جو ظاہر ہے کہ شریک واقعہ نہیں ہے، کسی صحابی کا نام نہیں لیتا ہے اور جو روایت معضل ہے، اس میں راوی اپنے اوپر کے دو راوی جو تابعی اور صحابی ہیں دونوں کا نام نہیں لیتا ہے)۔'' (فقہ السیرۃ،ص:۶۹)

ان کے علاوہ اس حدیث میں جو مزید خامیاں ہیں اس پر علامہ شبلی نے سخت کلام کیا ہے، جس کی رو سے یہ حدیث قابل توجہ نہیں رہتی۔ اس صورت میں سفر شام میں راہب کی ملاقات اور اس کی نشان دہی یہ سلسلہ نبوت مشکوک ہو کر رہ جاتی ہے۔ ترمذی کی مذکورہ روایت میں کئی اعتبار سے سقم پایا جاتا ہے۔ اس میں بعض باتیں ایسی ہیں جو عقل وفہم کے خلاف نظر آتی ہیں۔ نیز اس میں واقعہ کے تسلسل اور ترتیب کا فقدان ہے۔ اس لئے بیش تر علماء کرام نے اس روایت پر اعتماد نہیں کیا ہے۔

شیخ محمد الغزالی لکھتے ہیں:

''محققین کے نزدیک یہ روایت موضوع ہے، اس میں اس واقعہ سے مشابہت ہے جسے اہل انجیل بیان کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کی ولادت کے فوراً بعد کچھ لوگ انہیں قتل کرنے کے لئے تلاش کر رہے تھے اور عیسائیوں کے یہاں پایا جانے والا یہ واقعہ اس واقعہ سے مشابہت رکھتا ہے جسے بدھ مت کے پیروکار بیان کرتے ہیں کہ گوتم بدھ کی جب ولادت ہوئی تو دشمنوں نے انہیں قتل کرنے کے لئے تلاش کیا۔''

(فقہ السیرۃ،ص:۶۹)

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 32514972-32531133

اس طرح کی روایات کو قبول کیوں نہیں کیا جانا چاہئے، اس کی وجہ بتاتے ہوئے شیخ غزالی یہ بھی تحریر کرتے ہیں:

''علمائے سنت روایات کی تحقیق متن اور سند دونوں پہلوؤں سے کرتے ہیں۔ اگر ان سے پختہ علم اور ظن غالب حاصل نہ ہو تو ان کی پرواہ نہیں کرتے، پیغمبروں کی جانب بہت سی خرافات منسوب کردی گئی ہیں، اگر انہیں فن حدیث کے مقررہ قواعد کی کسوٹی پر پرکھا جائے تو ان کا کھوٹ ظاہر ہوتا ہے اور ان کی بنا پر انہیں رد کرنا مناسب ہوتا ہے۔''

(ڈاکٹر محمد سعید رمضان البوطی، فقہ السیر ۃ النبویۃ، دار الفکر المعاصر، بیروت لبنان، ۱۹۹۱ء، ص: ۴۸)

اس حدیث کے الفاظ سے کسی سے مشابہت ہو یا نہ ہو، زیادہ اہم بات نہیں ہے۔ بحث اس سے ہے کہ کیا چھوٹی عمر میں خود حضور کو اپنے بارے میں اور اہل مکہ کو آپ کے نبی ہونے کا علم ہو چکا؟ اگر ہوا تو یہ معمولی بات نہیں تھی، اس کی تیاری پہلے سے شروع ہو جانی چاہئے تھی اور پھر چالیس سال کے بعد نبی کی مخالفت کا جو بازار گرم ہوا وہ نہ ہونا چاہئے تھا۔ جب کہ اہل مکہ کو دوسروں کی زبانی پہلے ہی آپ کی نبوت کا علم ہو چکا تھا اور آئندہ چل کر نبی کے ذریعہ کون کون سے کام انجام پائیں گے اس کی بھی وضاحت ہوگئی تھی، تو پھر حضور نے جس چیز کی دعوت دی، اس کی مخالفت کرنے کے بجائے قبول کرنا چاہئے تھا۔ اگر اس واقعہ کو صحیح سمجھ لیا جائے جیسا کہ کچھ لوگوں نے صحیح سمجھا ہے تو مستشرقین کے اس اعتراض کا کیا جواب ہوگا جو یہ کہتے ہیں کہ نبی کے ذہن میں توحید پرستی اور واحد مطلق ہستی کی طرف میلان کا جو رجحان پیدا ہوا وہ اسی راہب کی تعلیم کا نتیجہ ہے، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہلے سے ہی نبوت کی امید لگائے بیٹھے تھے۔ کیا اس قسم کی باتیں حضور کی سیرت اور نبوت کے منافی نہیں ہیں۔ اس قسم کی روایت کی عدم صحت پر بحث کرتے ہوئے ڈاکٹر محمد سعید رمضان البوطی لکھتے ہیں:

''سیرت ابن ہشام (۱/۱۸۰) باختصار، اس روایت کو طبری نے اپنی تاریخ (۲/۲۸۷) میں، بیہقی نے سنن میں اور ابونعیم نے حلیہ میں روایت کیا ہے، ان کی تفصیل میں بعض وجوہ سے کچھ اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس روایت کو امام ترمذی نے دوسرے انداز سے تفصیل سے نقل کیا ہے، لیکن شاید ان کی سند میں کچھ ضعف ہے۔ اسی لئے انہوں نے خود بھی لکھا ہے یہ حدیث حسن غریب ہے، ہم اسے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ اس کی سند میں ایک راوی عبدالرحمٰن بن غزوان ہے، اس کے بارے میں 'المیزان' میں صراحت ہے کہ اس سے بعض منکر احادیث مروی ہیں۔ ان میں سب سے منکر حدیث وہ ہے جو اس نے یونس بن اسحاق سے روایت کی ہے اور جس میں نبی کی نوعمری میں ابوطالب کے ساتھ شام کے سفر کا بیان ہے اور ابن سید الناس نے لکھا ہے کہ اس روایت کے متن میں بعض منکر باتیں ہیں۔ (دیکھئے عیون الاثر ۱/۴۳) عجیب بات یہ ہے کہ اس کے باوجود شیخ ناصر الدین البانی نے (جنھوں نے شیخ محمد غزالی کی کتاب فقہ السیر ۃ کی تخریج کی ہے) اس حدیث کے بارے میں لکھا ہے: اس کی سند صحیح ہے۔ انہوں نے امام ترمذی کا تبصرہ بھی مکمل نقل نہیں کیا ہے، بلکہ اس کا صرف اتنا حصہ دیا ہے ''یہ حدیث حسن ہے'' حالاں کہ ان کی عادت ہے کہ وہ اس سے کہیں زیادہ صحیح حدیث کو بھی بسا اوقات ضعیف قرار دیدیتے ہیں۔ جہاں تک قدر مشترک کا تعلق ہے وہ بہت سے طرق سے ثابت ہے اور اس میں کوئی ضعف نہیں ہے۔''

(قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری، رحمۃ للعالمین، فرید بک ڈپو، دہلی ۱۹۹۱ء، ج:۱، ص:۲۴)

مستشرقین کے دعویٰ کی کمزوری:

روایتوں سے جو نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے وہ یہ کہ آپ نے متعدد اسفار تجارت کی غرض سے کئے۔ انہیں اسفار میں آپ کی ملاقات اہل کتاب کے عالموں سے ہوئی۔ جہاں تک ان کی صحبت اختیار کرنے اور ان سے علمی و روحانی استفادہ کی بات ہے، نا قابل تسلیم ہے۔ اگر اس کو مان بھی لیا جائے تو پھر سوال پیدا ہوگا آپ

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار، میٹھادر کراچی
فون: 32545573

نے اسی بات کی تعلیم دی جسے آپ نے راہبوں سے سیکھا تھا تو پھر اس پر عیسائی عمل کیوں نہیں کرتے اور اس کی تکذیب کیوں کرتے اور کہتے ہیں کہ آپ نبی برحق نہیں تھے اور آپ نعوذ باللہ عیوب کا مجموعہ ہیں۔ قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری لکھتے ہیں:

''پادری صاحبان نے اتنی بات پر ''بحیرا نصرانی ملا تھا'' یہ شاخ و برگ اور بھی لگادیے کہ ۴۰ سال کی عمر کے بعد جو تعلیم آنحضرت نے ظاہر کی تھی، وہ اس راہب کی تعلیم کا اثر تھا۔ میں کہتا ہوں کہ اگر آنحضرت نے تثلیث اور کفارہ کا رد، مسیح کے صلیب پر جان دینے کا بطلان اس راہب کی تعلیم ہی سے کیا تھا تو اب عیسائی اپنے اس بزرگ کی تعلیم کو قبول کیوں نہیں کرتے۔'' (قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری، رحمۃ للعالمین، فرید بک ڈپو، دہلی، ۱۹۹۹ء، ج:۱، ص:۴۴)

خاص طور پر یہودی آخری نبی کی آمد کے منتظر تھے۔ تاکہ ان کی رہنمائی اور تعاون سے ان عیسائیوں کو جن کے ظلم کی چکی میں وہ برسوں سے پس رہے تھے، کیفر کردار تک پہنچا سکیں۔ جیسا کہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ جب ۱۲ سالہ بچے کو بحیرا کے کہنے پر واپس مکہ بھیج دیا گیا تو ٹھیک انہی دنوں ۷ رومی حضور کو تلاش کرتے ہوئے بحیرا کی خانقاہ میں پہنچے تاکہ نبی آخرالزماں کا قتل کردیں۔ مگر انہوں نے ان کو نہ پایا اور راہب نے بھی ان لوگوں سے کہا کہ تم اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوسکتے، کیوں کہ اللہ کا یہی فیصلہ ہے۔ اس کے بعد وہ اپنے ارادے سے پھر گئے۔ اب قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیات ملاحظہ فرمائیں:

''وَكَانُوا مِن قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُم مَّا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ۔'' (البقرہ:۹۸)

ترجمہ: ''باوجود کہ اس کی آمد سے پہلے وہ خود کفار کے مقابلے میں فتح و نصرت کی دعائیں مانگا کرتے تھے، مگر جب وہ چیز آ گئی جسے وہ پہچان بھی گئے تو انہوں نے اسے ماننے سے انکار کردیا۔''

اس آیت کے حوالے سے قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری لکھتے ہیں کہ:

''اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ بحیرا راہب کا قول غلط تھا، کیوں کہ یہودی لڑکپن میں آنحضرت کو پہچان لیتے تو اپنے اعتقاد کے مطابق حضور کو اپنی فتح و نصرت کا دیوتا سمجھ کر، نہایت خدمت گزاری کرتے۔'' (ڈاکٹر محمد حمید اللہ، محمد رسول اللہ، فرید بک ڈپو دہلی، ۲۰۰۳ء، ص:۱۴-۱۵)

پہلی بار جب آپ نے شام کا سفر کیا، اس وقت آپ کی عمر زیادہ سے زیادہ ۲۱ سال کی تھی۔ (بعض روایت کے مطابق اس وقت آپ ۹ سال کے تھے) اتنی چھوٹی عمر میں ایک راہب سے علم و حکمت کی وہ ساری باتیں کیسے سیکھ لیں جن کا روئے زمین میں کوئی ثانی نہیں۔ وہ بھی چند منٹوں یا گھنٹوں کی ملاقات میں۔ اس لئے مستشرقین کے یہ اعتراضات بے معنی ہوکر رہ جاتے ہیں کہ آپ نے راہبوں سے علمی فیض حاصل کیا تھا۔ جب کہ قرآن اور سابقہ کتابیں بار بار کہتی ہیں کہ آپ اُمّی تھے۔ یہی نہیں بلکہ بعض مستشرقین نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ قرآن کا اصل مصنف بحیرا ہے جس سے حضور نے اخذ کیا ہے۔ چنانچہ اس ذہنی خرافات کے متعلق ڈاکٹر محمد حمید اللہ لکھتے ہیں:

''کیا یہ معجزہ رونما ہوسکتا ہے کہ نو سال کی عمر کا ایک بچہ قرآن پاک کی ۱۱۴ سورتیں چند منٹ میں حفظ کرلے اور پھر ایک نسل کے بعد ان قرآنی سورتوں کو یہ کہہ کر اپنی امت کے روبرو پیش کرے کہ یہ اللہ کا کلام ہے؟۔'' (ڈاکٹر محمد حمید اللہ، پیغمبر اسلام، ملی پبلیکیشنز نئی دہلی، ۲۰۰۹ء، ص:۵۹-۶۰)

شام کے سفر سے متعلق جو رطب و یابس باتیں روایات میں داخل ہوگئیں ہیں ان کی تردید کرنے کے بعد ڈاکٹر محمد حمید اللہ لکھتے ہیں کہ کسی غیبی آثار کو دیکھ کر راہب نے قافلہ والوں کی دعوت نہیں کی تھی بلکہ ان کے اچھے رویے اور برتاؤ سے متاثر ہوکر راہب نے کھانے پر مدعو کیا تھا۔

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ESTD 1880
ABS
ABDULLAH BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar, Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell:0301-2352363

اس کے بعد وہ اپنے شبہ کا اظہار اس طرح کرتے ہیں کہ ’’شاید وہ مذہب کی تبدیلی کے حوالے سے نیک ارادہ رکھتا ہو۔‘‘ (سیرۃ النبی، ج:۳،ص:۳۶۲)

علامہ سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں:

’’ہمارے عیسائی احباب اس ضعیف روایت پر اپنے شکوک وشبہات کی عظیم الشان عمارت قائم کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پیغمبر اسلام نے اسی راہب کی صحبت سے فیض حاصل کیا۔ اگر یہ صحیح ہے تو دنیا کے لئے اس سے بڑا معجزہ محمد رسول اللہ کا اور کیا چاہئے کہ ایک ابجد نا آشنا طفل دوازدہ سالہ نے چند گھنٹوں میں حقائق و اسرار دین، اصول عقائد، نکات اخلاق، مہمات قانون اور ایک شریعت عظمٰی کی تکمیل و تاسیس کے طریقے سب کچھ سیکھ لئے۔ کیا ہمارے عیسائی دوست اس معجزہ کو تسلیم کرتے ہیں۔‘‘

(ماہنامہ دارالعلوم دیوبند، ستمبر/اکتوبر 2010ء)

حاصل بحث:

مستشرقین نے حصول علم اور معلومات کے ذرائع جن نصرانی عالموں کو قرار دیا ہے۔ ورقہ بن نوفل بھی انہی میں سے ایک تھے جو مکہ میں رہتے تھے۔ اگر بحیرا راہب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلیمی سلسلہ کو جوڑا جاتا ہے تو ورقہ کو خاص طور پر اس بات کا علم ہوتا کہ آپ نبی برحق ہیں، کیونکہ وہ آپ کو حضرت خدیجہؓ سے شادی سے قبل سے ہی جانتے تھے۔ پھر خدیجہؓ سے رشتہ داری کی بنا پر ان سے بڑی حد تک قربت ہوگئی، لیکن جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی کے نازل ہونے کے وقت جو کیفیت طاری ہوئی، اسے خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وساطت سے ورقہ کے سامنے بیان کیا گیا۔ جسے سننے کے بعد انہوں نے کہا آپ نبی برحق ہیں اور یہ وہی ناموس ہے جو موسیٰ پر وحی لایا کرتا تھا۔ ورقہ نے اپنی سابقہ آسمانی کتابوں کی روشنی میں آپ کے نبی ہونے کی تصدیق کی نہ کہ خبروں کو سن کر۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ ورقہ کو دونوں آسمانی کتابوں کا علم تھا۔ پہلے وہ یہودی تھے، بعد میں عیسائی ہوگئے تھے اور یہ عربی اور عبرانی زبان میں انجیل لکھتے تھے۔ ان کتابوں کا گہرا علم رکھنے کے باوجود حضور کی علامات و کیفیات کو سن کر اگر وہ اس کے خلاف کوئی دوسری بات کہتے تو گویا کہ وہ ایک حقیقت کو چھپانے کی کوشش کرتے اور اس سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ حضور نے علمی فیض حاصل کیا۔ رہے بعض دوسرے اہل کتاب علماء و ربیین ان سے آپ کی ملاقات برائے نام تھی اور خود حضور اتنے اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے کہ اپنے شدید دشمن سے بھی ملتے تو خندہ پیشانی کا مظاہرہ کرتے۔ اسی طرح اہل کتاب کے بعض عالموں سے چاہے وہ غلام ہی کیوں نہ ہوں ملاقات ہوجاتی تو ان کی عظمت کا بھی آپ پورا خیال کرتے تھے۔ لہٰذا یہ بات وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ شروع سے ہی اللہ تبارک وتعالیٰ خصوصی نہج پر آپ کی تربیت کررہا تھا اور آلائشوں سے آپ کے قلب ونظر اور فکر وخیال کو مصفّٰی کردیا تھا، اس لئے باطل افکار کے جذب کرنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ پھر جب آپ نبوت سے سرفراز کئے گئے تو گو آپ اُمّی تھے، مگر آپ کو جو معلومات حاصل ہورہی تھیں وہ بواسطہ وحی ہورہی تھیں جسے فرشتہ وحی لے کر آتا اور بعض وقت براہ راست آپ کے قلب اطہر میں کوئی بات ڈال دی جاتی تھی۔ جب یہ صورت ہو تو لامحالہ یہ کہنا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک اُمّی پر ہی نبوت کے سلسلہ کو ختم کردیا تاکہ دنیا یہ تسلیم کرلے کہ اللہ کی قدرت دنیا کی ساری چیزوں پر محیط ہے اور جو کچھ دنیا میں ہوتا ہے اور ہوتا رہے گا وہ سب اسی کے ایما اور اشارے سے ہوگا۔ رہے آپ کے بعض رفیق جو پہلے عیسائی تھے اور بعد میں مسلمان ہوگئے یا آپ کا اپنی زوجہ مطہرہ ماریہ قبطیہ سے علم حاصل کرنا محض الزام اور تعصب ہے۔ ان میں کوئی اس لائق نہ تھا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علمی فیض پہنچا سکے۔

☆☆..................☆☆

بھائی عبدالرحمٰن مؤذن کی وفات

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

بھائی عبدالرحمٰن ہمارے مدرسہ عزیز العلوم شجاع آباد کے تعلیم کے زمانہ کے ساتھیوں میں سے تھے۔ ان کے والد محترم بشیر احمدؒ جامع مسجد گلستان المعروف کمیٹی والی مسجد شجاع آباد کے عرصہ تک مؤذن رہے، بہت جہیر الصوت تھے۔ ان کی وفات کے بعد موصوف جامع مسجد گلستان کے مؤذن مقرر ہوگئے۔ گرمی ہو یا سردی، طوفان ہو یا بارش انہوں نے وقت مقررہ پر اپنی اذان کی ڈیوٹی کو خوب نبھایا۔ جب بھی ملاقات ہوتی مسکراتے ہوئے ملتے اور ختم نبوت کے خادم ومبلغ ہونے کے ناطے راقم سے بہت ہی محبت فرماتے۔ ۲۱رجنوری ۲۰۲۰ کو شجاع آباد مجلس کے امیر اور جامع مسجد گلستان کے خطیب مولانا سراج احمد قریشی مدظلہ سے ملاقات ہوئی اور ظہر کی نماز بھی ان کے ساتھ پڑھی تو راقم کے استفسار پر بتلایا کہ آج سے دو ماہ قبل ۲۰۱۹ء میں موصوف کا انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ساٹھ سال کے لگ بھگ عمر ہوگی تیس سے چالیس سال تک اذان کی ڈیوٹی سرانجام دی۔ اللہ پاک ان کے حسنات کو قبول فرمائیں اور سیئات سے درگزر فرما کر جنت الفردوس میں داخلہ نصیب فرمائیں۔

میرے مربی، میرے محسن

مولانا محمد یوسف بروہی رحؒ کا سانحۂ ارتحال

کچھ لوگوں کے جانے کا غم صرف ان کے خاندان اور برادری کو ہوتا ہے، بعض لوگوں کی وفات سے اہل محلّہ کو صدمہ ہوتا ہے لیکن کچھ ایسے باہمت، جفاکش اور باکردار افراد ہوتے ہیں جو اپنی دینی، علمی اور سماجی خدمات کی وجہ سے پوری بستی اور اپنے علاقہ کے لئے سایہ شفقت اور محبت کے مرکز ہوتے ہیں۔ جن کا انتقال پورے علاقہ کے لئے غم اور صدمہ کا باعث ہوتا ہے۔ سرزمین سندھ جو ابتداً اسلام سے علم وعرفان کا گہوارہ رہا ہے، یہاں کے علماء کرام اور بزرگان دین نے قرآن وحدیث، فقہ اور دیگر علوم میں تصنیفی وتالیفی خدمات کے ساتھ ساتھ اِعلائے کلمۃ اللہ، شرک وبدعات کی بیخ کنی اور نفاذِ اسلام کے لئے ہر محاذ پر گرانقدر اور لازوال قربانیاں دی ہیں۔ برصغیر سے اٹھنے والی تحریک خلافت، تحریک ہجرت اور تحریک ریشمی رومال ہو یا پاکستان بننے کے بعد تحریک تحفظ ختم نبوت، تحریک بحالی جمہوریت ہو سندھ کے مدارس اور خانقاہوں نے ان تحریکوں میں کلیدی کردار ادا کیا۔ دینی علوم کی ترویج، اصلاح معاشرہ اور رسوم وبدعات کے خاتمے کے لئے سندھ کے علماء کرام اور صلحاء کا کردار ناقابل فراموش اور ان کی زندگی ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ انہی صلحاء اور علماء کی جماعت میں سے مولانا سائیں محمد یوسف بروہی بھی تھے، جو مورخہ ۵ رجنوری بروز اتوار ۲۰۲۰ء کو ہمیں داغ مفارقت دے گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آئے عشّاق گئے وعدۂ فردا لے کر
اب انہیں ڈھونڈ چراغِ رُخِ زیبا لے کر

مولانا سائیں محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ جمعیت علماء اسلام ضلع شکار پور کے نائب امیر،

مولانا ظفر اللہ سندھی، لاڑکانہ

مدرسہ حمادیہ خان پور ضلع شکار پور کے بانی ومہتمم، ضلعی امن کمیٹی کے ممبر، ٹرسٹ جمعیت تعلیم القرآن شاخ شکار پور کے سیکریٹری، خانپور شہری اتحاد کے صدر اور اپنی برادری کے زعماء میں سے تھے۔ موصوف نہایت سادگی پسند، خوش اخلاق، ملنسار مہمان نواز اور حلیم الطبع تھے۔

آپ کی ولادت ۱۹۵۱ء ضلع شکار پور کے گوٹھ شاہ نواز بروہی میں ہوئی۔ سلسلہ نسب کچھ یوں ہے: ''محمد یوسف بن حاجی خان محمد بن حاجی یار محمد بن خان محمد'' آپ بلوچوں کے مشہور قبیلہ ''رخشانی'' سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے والد حاجی خان محمد نے مدرسہ کنزالعلوم سومرانی شریف سے تعلیم حاصل کی اور دادا حاجی یار محمد برصغیر کی مشہور خانقاہ امروٹ شریف کے حضرت سائیں تاج محمود امروٹیؒ کے مرید ومعتقد تھے، اپنے مرشد ومربی حضرت تاج محمود امروٹی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بلوچی زبان میں اشعار بنائے تھے جو اکثر گنگنایا کرتے تھے۔

ابتدائی تعلیم:

مولانا محمد یوسف رحمہ اللہ نے پرائمری تعلیم اپنے گاؤں گوٹھ فقیر شاہ نواز بروہی میں حاصل کی، اس کے بعد دینی تعلیم کی طرف راغب ہوئے اور ناظرہ، فارسی اور صرف ونحو کی تعلیم ''مدرسہ روضۃ العلوم خانپور'' میں مولوی فقیر محمد بروہی سے حاصل کی اس کے بعد مدرسہ محمدیہ گوٹھ جرار پہوڑ میں حضرت سائیں محمد عالم صاحب رحمہ اللہ کے پاس پڑھتے رہے، بعدازاں رتوڈیرہ ضلع لاڑکانہ میں مولانا عبدالعزیز بھانڈوی رحمہ اللہ سے شرف تلمذ حاصل کیا اور دورۂ حدیث ثانی دارالعلوم دیوبند ''دارالہدیٰ ٹھیڑی خیر پور'' میں مکمل کیا۔

درس وتدریس:

درس نظامی سے فراغت کے بعد اپنے استاذ (روحانی والد اور سسر) مولانا فقیر محمد بروہی کے مدرسہ میں مدرس ہوئے۔ اس کے بعد جامعہ اشرفیہ دین پور محلّہ شکار پور میں تقریبا بارہ برس تک تدریس کی خدمات سرانجام دیتے رہے، جہاں آپ سے سندھ وبلوچستان کے طلبا مستفید ہوتے رہے۔ تدریس کے ساتھ ساتھ درس قرآن کریم کا سلسلہ بھی جاری رکھا پہلے حیدری مسجد خانپور میں اس کے بعد حنفی مسجد تھانہ محلّہ میں روزانہ درس قرآن دیتے تھے۔ ۱۹۹۹ء میں خانپور

میں حضرت سائیں محمد عالم رحمہ اللہ کے دست مبارک سے مدرسہ حمادیہ کی بنیاد رکھی۔

سیاسی وابستگی:

زمانہ طالب علمی سے وہ جمعیت علماء اسلام سے وابستہ رہے اور ایک کارکن کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ یونٹ، تحصیل اور پھر ضلع میں مختلف جماعتی ذمہ داریاں بڑے خلوص اور ذمہ داری سے سرانجام دیتے رہے۔ ایم آر ڈی تحریک اور تحریک تحفظ ختم بنوت کے سرگرم رکن تھے اور انہی تحریکوں میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے والہانہ محبت تھی۔ راقم (ظفراللہ سندھی) کو عالمی مجلس ختم نبوت لاڑکانہ ڈویژن کے مبلغ کی حیثیت سے مختلف بستیوں میں پروگرام کے انعقاد کے لئے حضرت سائیں محمد یوسف رحمہ اللہ کی مکمل معاونت رہتی تھی، میرا قیام زیادہ تر ان کے مدرسہ میں ہوتا تھا۔ عالمی مجلس ختم نبوت کی نسبت کی وجہ سے وہ میری ضروریات اور مزاج کا بہت خیال رکھتے۔ جہاں بھی ملتے اپنی گاڑی میں رفاقت کا شرف بخشتے۔ علاقہ کے نواب اور سرداروں کے مقابلے میں ہمیشہ جماعت کی موقف کا دفاع کیا۔ پیرانہ سالی، ضعف ونقاہت کے باوجود اسلام آباد ''آزادی مارچ'' میں شریک رہے اور اس وقت بھی وہ جمعیت کے ضلعی نائب امیر تھے۔ مولانا محمد یوسف رحمہ اللہ اپنے علاقہ کے گاؤں اور دیہات میں قرآن مجید کی تعلیم کے لئے کوشاں تھے۔ چھوٹے مدارس اور مکاتب کی بہت حوصلہ افزائی فرماتے تھے۔ وہ ٹرسٹ جمعیت تعلیم القرآن شاخ شکارپور کے سیکریٹری تھے اور بیالیس مکاتب کی نگرانی کرتے تھے۔

سماجی خدمات:

مولانا مرحوم دینی وسیاسی سرگرمیوں کے ساتھ سماجی خدمات اور عوامی مسائل کے حل کے لئے پیش پیش رہتے تھے۔ وڈیرہ شاہی اور سرداری نظام کے ستائے ہوئے عوام سے ہمدردی اور ان کی دادرسی کے لئے ہر وقت تیار رہتے۔ شکارپور کچھ عرصہ تک دہشت گردی اور فرقہ واریت کے زد میں رہا اور دینی مدارس کے خلاف نہ ختم ہونے والا پروپیگنڈا شروع کیا گیا۔ اس موقع پر مولانا محمد یوسف رحمہ اللہ نے ضلعی امن کمیٹی کے ممبر کی حیثیت سے ہمیشہ انتظامیہ کے ساتھ مل کر ضلع میں امن وامان کے قیام، مذہبی منافرت کے خاتمہ بین المسالک ہم آہنگی میں مثبت کردار ادا کرتے رہے اور مدارس کا ہر فورم پر دفاع کیا۔ شکارپور جو قبائلی تنازعات وگروہی تصادم میں مشہور ہے وہاں مولانا ہمیشہ قبائلی تنازعات کے خاتمہ، متصادم فریقین میں صلح صفائی اور لوگوں کے مسائل حل کرنے میں مشغول رہتے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ تمام مسالک اور مکاتب فکر کے لئے ایک مشفق شخصیت تھے اور ان کے فیصلوں پر مکمل اعتماد کیا جاتا تھا۔ ۲۰۱۰ء کا سیلاب جس نے سندھ میں تباہی مچادی تھی۔ لوگ بے گھر ہوکر کھلے آسمان تلے بیٹھے ہوئے تھے۔ مولانا محمد یوسف رحمہ اللہ اگرچہ ان کا آبائی گاؤں مکمل زیر آب تھا، مگر انہوں نے دوسروں کی مدد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور سیلاب متاثرین کی امداد اور جلد از جلد بحالی میں نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ سیلاب کی وجہ سے مختلف امراض اور بیماریاں پھوٹ پڑیں اور سرکاری ہسپتالوں میں ادویات ناپید تھیں، اس وقت میڈیکل کیمپ کی اشد ضرورت تھی۔ مولانا رحمہ اللہ نے جامعہ دارالعلوم کراچی کی معاونت سے ڈاکٹروں کی ایک ٹیم کے ساتھ مل کر میڈیکل کیمپ لگایا، جہاں روزانہ سینکڑوں مریضوں کو مفت ادویات فراہم کی جاتی تھیں۔ مولانا محمد یوسف کی سرپرستی میں مدرسہ حمادیہ میں سالانہ اجتماع منعقد ہوتا ہے جو علاقہ میں اصلاح وتبلیغ کا اہم ذریعہ ہے۔ جمعیت کی صوبائی ومرکزی قیادت بھی اس سالانہ جلسہ میں شریک ہوتی رہی ہے۔

آخری یادگار ''ختم نبوت کانفرنس'' کا انعقاد:

وفات سے پندرہ روز قبل بیس دسمبر کو خانپور شہر میں ان کی سرپرستی میں ایک عظیم الشان فقید المثال یادگار اور بابرکت پروگرام بعنوان ''ختم نبوت کانفرنس'' کا انعقاد کیا گیا، اس پروگرام کی ترتیب اور انتظام میں مولانا مرحوم کی مکمل معاونت رہی اور ہر موقع پر رہنمائی کرتے رہے۔ ان کی ایما پر ٹاؤن کمیٹی خانپور، خانپور پولیس نے کانفرنس کو سیکورٹی اور سہولیات فراہم کیں۔ خانپور پریس کلب اور دیگر صحافیوں نے الیکٹرونک، پرنٹ اور سوشل میڈیا پر کوریج دی۔ اس پروگرام میں تمام مکاتب فکر کے علاقائی مبلغین اور رہنما شریک تھے اور تمام مسالک ومکاتب فکر کو ختم نبوت کے اسٹیج پر جمع کرنے میں ان کا اہم کردار تھا۔ مولانا نوّراللہ مرقدہ کانفرنس کی ابتدا سے لے کر اختتامی دعا تک اسٹیج پر بیٹھے رہے، اس پروگرام میں استاذ محترم، پروانہ ختم نبوت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، ترجمان ختم نبوت مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا عبداللہ پہوڑ، مولانا غلام قادر نے خصوصی شرکت کی اور مفتی شاہد آرائیں،

مولانا عنایت اللہ، مفتی لطف اللہ بروہی، بھائی ندیم کاظم، بھائی سرور، قاری اسرار، قاری عبداللہ ہکڑو اور راقم (ظفر اللہ سندھی) نے منتظم اور خادم کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیں۔ یہ پروگرام اس کی سرپرستی اور نگرانی میں ہونے والا آخری پروگرام تھا۔

وفات:

۵/ جنوری ۲۰۲۰ء بروز اتوار کو اپنی جماعت، شہری رہنما اور برادری کے لئے ظہرانہ کا انتظام کیا تھا۔ اس سے فارغ ہونے کے بعد گھر گئے، جہاں اچانک دل کا دورہ پڑا اور وہ جان لیوا ثابت ہوا۔ اس طرح مولانا ہمیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے داغ مفارقت دے کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ جمعیت کے کارکنان، طلبا اور معتقدین سمیت ایک بیوی، پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں پسماندگان میں چھوڑ کر گئے۔ بڑے بیٹے مولانا عنایت اللہ اور مفتی لطف اللہ عالم دین اور جماعت کے فعال رکن ہیں۔ ۶/ جنوری ۲۰۲۰ء بروز پیر خانپور اسٹیڈیم میں خانقاہ امروٹ شریف کے سجادہ نشین مولانا سیّد سراج احمد شاہ امروٹی کی امامت میں ان کی نمازِ جنازہ ادا کی گئی۔ جس میں جمعیت کی صوبائی و مرکزی قیادت سمیت ہزاروں لوگوں نے شرکت کی۔ ان کا گھرانہ دینی و جماعتی کاموں میں ہمیشہ پیش پیش رہا ہے۔ ان کے بڑے صاحبزادہ مولانا عنایت اللہ کو ان کا جانشین مقرر کیا گیا۔ مولانا محمد یوسف رحمہ اللہ ہمارے درمیان موجود نہیں لیکن ان کی شخصیت، خدمات اور کردار کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی قبر پر رحمتیں نازل فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ ☆☆

۷/ فروری ۱۹۳۵ء کو پہلی مرتبہ باقاعدہ عدالتی فیصلہ میں قادیانیوں کو کافر قرار دیا گیا

لاہور.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم نشر و اشاعت مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مبلغ ختم نبوت لاہور مولانا عبدالنعیم نے جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ بہاولپور کی سرزمین کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ باقاعدہ عدالتی فیصلے میں قادیانیوں کو کافر قرار دیتے ہوئے ختم نبوت کا پرچم بلند کر دیا۔ اس سے پہلے برصغیر پاک و ہند کے تمام جید علمائے کرام قادیانیت کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دے چکے تھے لیکن یہ پہلی مرتبہ تھا کہ باقاعدہ سرکاری عدالت نے غلام مرزا قادیانی کو کذاب قرار دیتے ہوئے قادیانی گروہ کو کافر قرار دیا۔ ۷/ فروری ۱۹۳۵ء کو تاریخی مقدمہ بہاولپور کا فیصلہ سنایا گیا جو کہ منشی محمد اکبر خان ڈسٹرکٹ جج ضلع بہاولنگر ریاست بہاولپور میں ۲۴/ جولائی ۱۹۲۶ء کو دائر ہوا تھا۔ تفصیلات کے مطابق کہ تحصیل احمد پور شرقیہ، ریاست بہاول پور میں عبدالرزاق نامی شخص مرزائی ہو کر مرتد ہو گیا اور اس کی منکوحہ غلام عائشہ بنت مولوی الٰہی بخش نے سن بلوغت کو پہنچ کر اپنے باپ کے توسط سے ۲۴/ جولائی ۱۹۲۶ء کو احمد پور شرقیہ کی مقامی عدالت میں فسخ نکاح کا دعویٰ کر دیا۔ یہ مقدمہ بالآخر ڈسٹرکٹ جج بہاول پور کو بغرضِ شرعی تحقیق منتقل ہوا کہ آیا قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہیں کہ نہیں؟ پہلے تو مسلمانوں کی توجہ اس طرف نہیں تھی لیکن جب قادیانیوں نے بے دریغ پیسہ خرچ کر کے فیصلہ اپنے حق میں کروانے کی کوشش کی تو مسلمانوں نے اس مقدمہ کو ملت اسلامیہ کا مقدمہ بنا دیا۔ اس طرح یہ مقدمہ دو لوگوں کے بجائے اسلام اور قادیانیت کے مابین حق و باطل کا مقدمہ بن گیا۔ قادیانیت کے خلاف اُمت مسلمہ کی نمائندگی کے لئے سب کی نظر دارالعلوم دیوبند کے مولانا انور شاہ کاشمیری پر پڑی اور وہ مولانا غلام محمد گھوٹوی کی دعوت پر اپنے تمام پروگرام منسوخ کر کے بہاول پور تشریف لائے اور فرمایا: ''جب یہاں سے بلاوا آیا تو میں ڈابھیل جانے کے لئے پابہ رکاب تھا، مگر میں یہ سوچ کر یہاں چلا آیا کہ ہمارا نامہ اعمال تو سیاہ ہے ہی، شاید یہی بات مغفرت کا سبب بن جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جانب دار بن کر یہاں آیا تھا گر ہم ختم نبوت کا کام نہ کریں تو گلی کا کتا بھی ہم سے اچھا ہے۔'' پھر اس مقدمہ میں مسلمانوں کی طرف سے مولانا غلام محمد گھوٹوی، مولانا محمد حسین کولو تارڑوی، مولانا محمد شفیع، مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری، مولانا نجم الدین، مولانا ابوالوفاء شاہ جہانپوری اور مولانا انور شاہ کاشمیری (رحمہم اللہ تعالیٰ) کے دلائل اور بیانات پر مرزائیت بوکھلا اُٹھی۔ مولانا ابوالوفاء شاہ جہاں پوری نے عدالت میں جواب الجواب داخل کرایا جو چھ سو صفحات پر مشتمل تھا، جس نے قادیانیت کے پرخچے اُڑا دیئے۔ عدالت میں موجود علماء کا کہنا ہے کہ مولانا انور شاہ کاشمیری جب مرزائیت کے خلاف قرآن و حدیث کے دلائل دیتے تو عدالت کے در و دیوار جھوم اُٹھتے اور جب جلال میں آ کر مرزائیت کو للکارتے تو کفر کے نمائندوں پر لرزہ طاری ہو جاتا۔ قائد تحریک ختم نبوت خواجہ خان محمدؒ اس بارے میں لکھتے ہیں: ''اہلِ دل نے گواہی دی کہ عدالت میں انور شاہ کاشمیری نہیں بلکہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا وکیل اور نمائندہ بول رہا ہے یہ عجب داستان عشق ہے جو تاجدار ختم نبوت کے دامن سے جڑی ہے۔''

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے عدالتی تحقیقاتی کمیشن کے

سات سوالات کا جواب الجواب

مرزائیوں سے ہائی کورٹ کے ۷سوالات .... مرزائیوں کے مغالطہ آمیز جوابات اور مجاہد ملت مولانا **محمد علی جالندھری** رحمۃ اللہ علیہ کا تاریخی جواب الجواب!

سوالات

۱...... جو مسلمان، مرزا صاحب کو نبی بمعنی ملہم اور مامور من اللہ نہیں مانتے کیا وہ مؤمن اور مسلمان ہیں؟

۲...... جو شخص مرزا غلام احمد کو نبی نہیں مانتا کیا وہ کافر ہے؟

۳...... ایسے کافر ہونے کے دنیا اور آخرت میں کیا نتائج ہیں یعنی اگر غلام احمد کو نبی نہ ماننا کفر ہے تو ایسے کفر کے دنیا اور آخرت میں کیا نتائج ہیں؟

۴...... کیا مرزا صاحب کو رسول کریم ﷺ کی طرح اور اسی ذریعہ سے الہام ہوتا ہے؟

۵...... کیا احمدیہ عقیدہ میں شامل ہے کہ ایسے شخص کا جنازہ جو مرزا صاحب پر یقین نہیں رکھتے بے فائدہ ہے؟

۶...... کیا احمدی اور غیر احمدی میں شادی جائز ہے؟

۷...... احمدیہ فرقہ کے نزدیک امیر المؤمنین کی خصوصیت کیا ہے؟

جناب عالی! بندہ حضور والا کی خدمت میں چند اہم گزارشات پیش کرنا ضروری خیال کرتا ہے۔ جناب والا نے موجودہ انکوائری میں مرزائیت کے متعلق نفس مسئلہ کی بھی تحقیقات کرنا پسند فرمایا ہے۔ یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ آپ جیسے عالی مرتبت انسان اس طرف توجہ فرمائیں۔ مگر اس میں کمی یہ ہے کہ جن حالات میں تحقیق ہو رہی ہے۔ خدشہ ہے کہ مسئلہ کے تمام گوشے ظہور میں نہیں آسکیں گے۔ کیونکہ بدقسمتی سے ہماری حکومت بھی ایک فریق کی حیثیت اختیار کر گئی ہے۔ جس کی وجہ سے اہل اسلام کو وہ سہولتیں حاصل نہیں ہوسکتیں جو ان کو ہونی چاہئے تھیں اور بالخصوص ایسی صورت میں جب کہ علماء کرام ایک طرح قابل مواخذہ سمجھے جارہے ہیں۔ اندریں حالات چونکہ مسئلہ کی تحقیق شروع ہوگئی ہے۔ لہٰذا مؤدبانہ گزارش ہے کہ جناب والا نے مرزائیوں سے جن سوالوں کا تحریری جواب طلب فرمایا ہے۔ میں نے ان سوالات اور ان کے جوابات کو غور سے پڑھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اصل سوالات کا جواب سرے سے دیا ہی نہیں گیا۔ اس میں دھوکہ دہی اور تلبیس سے کام لیا گیا ہے۔ اس لئے میں جواب الجواب پیش خدمت کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔ قبل اس کے کہ نمبروار جواب عرض کروں چند تمہیدی معروضات پیش کرنے کا شرف حاصل کرتا ہوں۔

۱......سرور کائنات ﷺ نے اپنے بعد ہر ''مدعی نبوت'' کو دجال کذاب کے الفاظ سے یاد فرمایا ہے۔ زمانہ طالب علمی میں جب میں نے یہ حدیث پڑھی تو حیرت ہوئی کہ جس نبی کی صفت ''**انک لعلٰی خلق عظیم**'' ہے۔ اس نے ایسے سخت الفاظ کیوں استعمال کئے۔ لیکن جب میں نے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے متبعین وغیرہ کی کتب پڑھیں اور ان میں کذب بیانی، دھوکہ دہی اور دجل وتلبیس کا مظاہرہ دیکھا تو معاً خیال آیا کہ حضور ﷺ نے گویا مرزا غلام احمد قادیانی کو دیکھ کر اظہار حقیقت کے لئے ''دجال'' کا لفظ استعمال کیا ہے۔ (اس کے دجل کی مثالیں طوالت کلام کے خوف سے ذکر کرنا مناسب نہیں سمجھتا)

۲......''کلام'' میں اصل مقصود الفاظ نہیں ہوتے بلکہ مفہوم کلام ہوتا ہے۔ اگر کوئی قاصد متکلم کے کلام کے الفاظ بدل دے اور مفہوم کلام کو باقی رکھے تو قاصد کذاب اور خائن تصور نہیں ہوتا۔ نہ اس سے نظام عالم تباہ وبرباد ہوتا ہے۔ لیکن اگر کلام کا مفہوم بدل دیا جائے تو نہ شریعت باقی رہتی ہے نہ دین۔ نہ نظام سلطنت قائم رہ سکتا ہے اور نہ سیاست

مدن۔ جیسا کہ مرزاغلام احمد قادیانی نے بھی نصوص کے الفاظ باقی رکھے۔ مگر مفہوم بدل دیا۔ ایسے انسان کو شرع میں زندیق کہا جاتا ہے۔ زندیق کا کفر کافر معاند کے کفر سے بھی زیادہ شدید سمجھا جاتا ہے۔

۳...... ''قرآن پاک'' کی تعریف کتب اصول میں اس طرح کی گئی ہے: ''ھو اسم للنظم والمعنٰی جمیعاً'' قرآن الفاظ اور معانی کے مجموعہ کا نام ہے۔ یعنی جیسے کہ الفاظ کا انکار کفر ہے ایسے ہی معانی (متواترہ) کا انکار بھی کفر ہے۔ یعنی نصوص دین کے الفاظ کو تسلیم کرنا اور مفہوم متواتر کو بدل دینا صریح کفر ہے۔ اگر کوئی شخص ''اقیموا الصلوٰۃ'' کا اقرار کرے اور اس کا مفہوم فوجی پریڈ مراد لے یا زکوٰۃ کی فرضیت کو تسلیم کرے مگر اس سے بدن کی صفائی مراد لے یا فرضیت جہاد کو مانے مگر اس سے صرف ترک لذات مراد لے اور اسی طرح حضور ﷺ کو خاتم النّبیین تو مانے مگر بجائے آخری نبی مراد لینے اور آئندہ دروازہ نبوت بند سمجھنے کے اجراء نبوت اور تسلسل نبوت اس سے مراد لے کر خاتم النّبیین کے اصل مفہوم متواتر کا انکار کر دے۔ الغرض اس طرح کسی قانون کا منشاء بھی باقی نہیں رہ سکتا۔ اسلامی قانون میں یہ شخص زندیق کہلاتا ہے اور کافر معاند سے بھی زیادہ خطرناک تصور کیا جاتا ہے۔

۴...... مرزاغلام احمد قادیانی نے نہ صرف آیت خاتم النّبیین کا مفہوم بدل دیا۔ بلکہ قرآن کریم کی بہت سی آیات بدل کر اپنے پر چسپاں کیں۔ مثلاً:

الف...... قرآن پاک کی آیت: ''لقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ'' میں مرزاغلام احمد قادیانی نے بدر سے مراد مقام بدر کے بجائے چودھویں صدی مراد لی ہے اور اس آیت میں اپنے (غلام احمد) آنے کا ذکر مراد لیا ہے۔

(خطبہ الہامیہ، ص۲۷۶، روحانی خزائن: ص۲۷۶)

ب...... ''واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّٰی'' سے مراد مرزاقادیانی نے اپنا نام مراد لیا ہے اور کہا ابراہیم سے بھی میں ہی مقصود ہوں۔

(اربعین ص۹، خزائن ج۱۷ ص۳۵۵)

ج...... ''یا آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ'' میں مرزاغلام احمد قادیانی نے کہا کہ یہ آیت بھی میرے لئے نازل ہوئی ہے۔ آدم سے غلام احمد اور جنت سے مراد میری بہن جنت بیگم ہے۔

(تریاق القلوب ص۷۰، خزائن ج۱۵، ص۲۸۸)

الغرض مرزاغلام احمد قادیانی نے قرآن پاک کی آیات کو بدل کر ان کا مفہوم مسخ کر کے خدا کی مقدس کتاب کا وہ حلیہ بگاڑا ہے کہ اسلام کی روح کانپ اٹھی۔

۵...... ایک شخص کی نسبت ہمیں یقین ہے کہ وہ اپنے دعویٰ نبوت میں کاذب ہے۔ پھر ہم کیوں نہ سمجھیں کہ وہ ضرورت کے لئے اور بھی جھوٹ بول لیتا ہوگا۔ اسی لئے تو حضور ﷺ نے ایسے لوگوں کی نسبت کذاب کا لفظ فرمایا ہے۔ چنانچہ مرزاغلام احمد قادیانی کی اکثر کتابیں جھوٹ اور کذب کے مواد سے بھری پڑی ہیں۔ یہاں مجھے صرف ایک بات کی طرف توجہ دلانا ہے کہ مرزاغلام احمد قادیانی کو جب کبھی محسوس ہوا کہ اس کے دعویٰ نبوت سے لوگ مشتعل ہو رہے ہیں تو اس نے دعویٰ نبوت سے اس طرح انکار کر دیا۔ گویا یہ دعویٰ اس پر ایک الزام ہے۔ پھر شرعی اور غیر شرعی کی تقسیم سے بھی انحراف کر لیا۔ اس کے ثبوت کے لئے جامع مسجد دہلی کی تقریر اور مباحثہ لاہور مابین غلام احمد و مولوی عبدالحکیم کے راضی نامہ کی عبارت من جانب غلام احمد کافی ہے۔ ''سو میں تمام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ ان لفظوں سے ناراض ہیں اور ان کے دلوں پر یہ الفاظ شاق ہیں تو وہ ان الفاظ کو ترمیم شدہ تصور فرما کر بجائے اس کے محدث کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں۔ کیونکہ کسی طرح مجھ کو مسلمانوں میں تفرقہ اور نفاق ڈالنا منظور نہیں ہے۔ جس حالت میں ابتداء سے میری نیت میں جس کو اللہ جل شانہ خوب جانتا ہے اس لفظ نبی سے مراد نبوت حقیقی نہیں ہے بلکہ صرف محدث مراد ہے۔'' (تبلیغ رسالت ج۲ ص۹۵، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۳۱۳، ۳۱۴)

اس ضمن میں صدر انجمن ربوہ کے جواب سوال نمبر۵ کے تحت ایک حوالہ قابل غور ہے:

اسی طرح ۱۹۰۱ء (تحقیقاتی کمیشن کے سات سوالوں کا جواب ص ۱۵) میں ''مولانا عبدالاحد خان پوری لکھتے ہیں تو نہایت تنگ ہو کر مرزاقادیانی سے اجازت مانگی کہ مسجد نئی تیار کر لیں۔ تب مرزاقادیانی نے ان کو کہا کہ صبر کرو میں صلح کرتا ہوں۔ اگر صلح ہوگئی۔''

یہاں یہ الفاظ قابل غور ہیں۔ جب کسی نبی پر اس کے دعویٰ نبوت کی وجہ سے مصائب

کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں تو کیا کسی نبی نے مخالفین سے کبھی صلح کی کوشش کی؟ صلح میں دو چیزیں ہوتی ہیں۔ اخذ اور عطاء یعنی کچھ لینا اور کچھ دینا۔ کوئی نبی اپنے دعویٰ میں ایسی لچک کر سکتا ہے جس وجہ سے صلح ہو جائے؟

مرزا غلام احمد قادیانی نے دراصل ایسے موقع پر دعویٰ نبوت سے انکار کر کے عوام کی مخالفت کو کم کیا ہے۔ اس سلسلہ میں ایک واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ عبداللہ عرب ایک قادیانی نے بغداد جا کر رہائش اختیار کی اس کی نسبت وہاں کی حکومت نے تفتیش شروع کی۔ اس نے اپنے باپ اور بھائی کا نام غلط لکھ دیا۔ (یہ قادیانی غالباً وہاں جاسوسی کے لئے گیا ہوگا۔ جیسے قادیانی بیرونی ممالک میں تبلیغ کے پردے میں برطانوی جاسوسی کا کام سرانجام دیتے رہے ہیں)

اس قادیانی کے کاغذات برائے تصدیق قادیان آئے۔ عبداللہ عرب نے اپنے باپ کا نام نورالدین اور بھائی کا نام محمد صادق لکھایا تھا۔ اس پر مرزا غلام احمد قادیانی نے کہا کہ چونکہ وہ احمدی ہے۔ اس لئے اس سے متعلق کاغذات کی تصدیق کرا دینی چاہئے۔ عبداللہ عرب نے چونکہ نورالدین سے طب پڑھی ہے۔ اس لئے وہ اس کا باپ ہوا اور احمدی چونکہ آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ لہٰذا محمد صادق اس کا بھائی ہوا۔ چنانچہ اس طرح ان کاغذات کی جھوٹی تصدیق کرائی گئی۔

(واقعہ مندرجہ کتاب ذکر حبیب مؤلفہ محمد صادق قادیانی، ص:۴۶)

دوسرا واقعہ: ضلع لائل پور میں ایک قادیانی الیکشن میں امیدوار تھا۔ علاقہ کے لوگوں نے اس کے مرزائی ہونے کی وجہ سے اس کی مخالفت کی۔ جب اسے اپنی کامیابی نظر نہ آئی تو اس نے بڑے مجمع میں کہا کہ میں مرزائی نہیں ہوں اور کہا کہ مرزا قادیانی کے متعلق میری یہ رائے ہے۔ یعنی اس کو کافر سمجھتا ہوں۔ لوگوں نے اس کی باتوں کا یقین کر کے اسے ووٹ دے دیئے۔ الیکشن کے بعد پھر احمدی کہلانا شروع کر دیا۔ لوگوں نے جب اس سے سوال کیا کہ تو نے جھوٹ کیوں بولا تھا تو اس نے جواب دیا کہ میں نے مرزائی ہونے سے انکار کیا تھا۔ احمدی ہونے سے تو انکار نہیں کیا تھا۔ جب اس سے دریافت کیا گیا کہ مرزا قادیانی کے متعلق جو الفاظ کہے تھے ان سے مراد؟ جواب میں کہا: توبہ! میں نے حضرت صاحب کے متعلق کب کہا تھا؟ مرزا سے میری مراد تو ''مرزا صاحبان'' والے سے تھی۔

عالی جاہ! ان جوابات میں یہی طریق اختیار کیا گیا ہے۔ اصل سوالات کا قطعاً جواب نہیں دیا گیا ہے۔ ہر سوال کے جواب میں دجل وتلبیس سے کام کیا گیا ہے۔ (جاری ہے)

محمد ہاشم کی رحلت

محمد ہاشم بیٹ میر ہزار مظفر گڑھ کے رہنے والے تھے۔ ایک عرصہ تک عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر میں خادم رہے اور بھرپور خدمات سرانجام دیں۔ مجلس کے خادم رہنے کی وجہ سے جماعتی ذہن بن گیا۔ مجلس سے فارغ ہونے کے بعد ملتان کے قریب قادر پور راں کے مدرسہ جامعہ خالد ابن ولید میں بھی خدمات سرانجام دیں۔ مدرسہ میں راقم کے بیانات بھی کرائے، بہت فکر والے ساتھی تھے، وزن زیادہ اٹھانے کی وجہ سے کمر کا درد شروع ہو گیا، جو کئی سال تک رہا اور جان لیوا ثابت ہوا۔

گزشتہ دو تین ماہ سے پرائیویٹ ہسپتالوں اور نشتر ہسپتال ملتان میں بھی داخل رہے۔ بیماری کے دوران راقم کو کئی مرتبہ ٹیلی فون پر اپنی بیماری کی اطلاع اور دعا کی استدعا کی۔ مرحوم کا جب بھی فون آیا، راقم کہیں نہ کہیں سفر میں تھا، باوجود فریقین کی خواہش کے ملاقات نہ ہو سکی۔

ایک اپنے سابق مبلغ مولانا فیاض مدنی سلمہ نے ۲۱؍جنوری ۲۰۲۰ء کو ان کی وفات کی اطلاع دی اور بتلایا کہ جنازہ اڑھائی بجے بعد نماز ظہر ہوگا۔ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری اپنی علالت، مولانا اللہ وسایا تبلیغی سفر اور راقم نے اس دن شجاع آباد کے علماء کرام اور جماعتی رفقاء کا اجلاس بلایا ہوا تھا۔

نیز راقم کے فرزند ارجمند عزیزی قاضی احسان احمد سلمہ کی اہلیہ محترمہ کا آپریشن ہوا۔ راقم دونوں مجبوریوں اور مصروفیات کی وجہ سے جنازہ میں شریک ہونے سے قاصر رہا۔ البتہ ضلع مظفر گڑھ کے مبلغ عزیزی مولانا حمزہ لقمان کو ہدایت کی کہ وہ جنازہ میں شرکت فرمائیں۔ چنانچہ مولانا حمزہ لقمان بمع احباب شریک ہوئے مرحوم کی نماز جنازہ جامعہ حبیب المدارس یا کی والی علی پور کے استاذ الحدیث حضرت مولانا ذوالفقار احمد دین پوری مدظلہ نے پڑھائی اور انہیں بیٹ میر ہزار کے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی و تبلیغی اسفار

جامع مسجد بدر میں خطبۂ جمعہ: ۱۰/جنوری ۲۰۲۰ء جمعۃ المبارک کا خطبہ راقم نے جامع مسجد بدر گارڈن ٹاؤن میں دیا۔جس کے خطیب لاہور کے معروف مفتی اور عالم دین مولانا مفتی شیر محمد علوی مدظلہ کے فرزند ارجمند مولانا مفتی ابوبکر علوی زیدمجدہ ہیں۔جب خطیب مسجد کے ساتھ مسجد میں قدم رکھا تو مسجد میں درجنوں نمازی پہلے سے موجود تھے۔راقم نے عقیدۂ ختم نبوت کی حقانیت و اہمیت پر بیان کیا تو نمازی بڑی توجہ سے نہ صرف سن رہے تھے بلکہ حیرت واستعجاب سے دیکھ رہے تھے۔اسی ٹاؤن میں لاہوری گروپ کا مرکز ارتداد ہے۔راقم نے قادیانیوں سے بائیکاٹ کی اپیل کی تو تمام نمازیوں نے ہاتھ کھڑے کر کے وعدہ کیا۔

جامعہ ازہر میں کورس: لاہور کے رنگ روڈ پر آج سے تیرہ سال قبل مولانا سیّد ظہیر احمد شاہ مدظلہ نے جامعہ کی بنیاد رکھی، اس وقت جامعہ میں چھ سو کے قریب طلبا اور چار سو طالبات زیر تعلیم ہیں۔ان میں سے نصف حضرات کے خورد ونوش، رہائش وخوراک کا انتظام مدرسہ کی طرف سے کیا جاتا ہے۔ بانی و مہتمم ایک اچھے عامل بھی ہیں۔ روزانہ دو بجے دوپہر سے رات دس بجے تک روحانی علاج کرتے ہیں، بہت سے ایسے حضرات جن پر جادو یا جنات کے اثرات ہوتے ہیں۔ موصوف ان کا علاج فرماتے ہیں اس میں معاوضہ کا متاثرین سے کوئی مطالبہ نہیں کیا جاتا۔ان کے ادارہ میں تین روزہ کورس منعقد ہوا۔کورس کی نگرانی مولانا سیّد ظہیر احمد شاہ، مولانا محمد قاسم، مولانا فرمان علی اور بھٹی صاحب نے کی۔

۱۰/جنوری ... مولانا عبدالنعیم اور حامد بلوچ نے کورس کے اغراض و مقاصد بیان کئے، بعدازاں راقم نے مسلمانوں سے قادیانیوں کے بنیادی اختلافات پر بیان کیا۔ ۱۱/جنوری... جامعہ مدنیہ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا نعیم الدین مدظلہ نے عقیدۂ ختم نبوت پر روشنی ڈالی۔ ۱۲/جنوری... حامد بلوچ نے ابتدائی بیان کیا۔ ملک کے مایہ ناز ثنا خواں مولانا محمد آصف رشیدی نے نعتیہ کلام پیش کیا۔ راقم نے رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام پر لیکچر دیا۔

دبئی پارک میں ختم نبوت کورس: دبئی پارک کی جامع مسجد میں ۱۲/جنوری کو مغرب سے عشاء تک دو روزہ ختم نبوت کورس منعقد ہوا، جس کا انتظام مولانا محمد جمیل رشید مہتمم مدرسہ تربیت البنات نے کیا۔ کورس کی تقریب کی صدارت جامع مسجد کے امام مولانا بلال رشید نے کی۔کورس نے قرب وجوار کے دسیوں مسلمانوں نے شرکت کی۔ ۱۱/جنوری کو (راقم) محمد اسماعیل شجاع آبادی اور مولانا عبدالنعیم نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت، رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام، ظہور مہدی اور خروج دجال پر لیکچر دیئے۔۱۲/جنوری کو مولانا خالد محمود اور مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے لیکچر دیئے۔کورس میں عوام وخواص کی شرکت نے کورس کی افادیت میں اضافہ کردیا۔

قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن کی خدمت میں: مولانا فضل الرحمٰن دامت برکاتہم لاہور تشریف لائے ہوئے تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولانا عزیز الرحمٰن ثانی اور محمد اسماعیل شجاع آبادی پر مشتمل وفد نے ملاقات کی۔ وفد نے ملتان کانفرنس سے متعلق انتظامات اور کوششوں سے قائد جمعیت کو آگاہ کیا۔ مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ نے خوشی کا اظہار فرمایا نیز فرمایا کہ ملتان آپ کا مرکز ہے، بھرپور کوششوں کے ساتھ قلعہ کہنہ قاسم باغ کے اسٹیڈیم کو بھردیں، تاکہ دوست دشمن تک ختم نبوت کا پیغام اچھے انداز میں پہنچ سکے۔ وفد نے بتلایا کہ ان شاء اللہ العزیز! ملتان کانفرنس ایک مثالی اجتماع ہوگا۔ ۱۲/جنوری کو مولانا سے سوا گھنٹہ سے زائد ملاقات رہی اور یہ ملاقات مولانا حافظ ریاض درانی کے مکان پر ہوئی۔

۱۲/جنوری مغرب سے عشاء تک جامعۃ الازہر میں کورس کی آخری تقریب تھی، جس میں تقریباً پونے دوسو شرکاء کو سندات اور لٹریچر مجلس لاہور کی طرف سے دیا گیا۔ جامعۃ الازہر کے مہتمم مولانا سیّد مفتی ظہیر احمد شاہ نے مہمانوں کی خوب تواضع کی۔ ۱۳/جولائی ۱۱ بجے قبل از دوپہر سے نماز ظہر تک ملی یکجہتی کونسل کے مرکزی راہنماؤں کا اجلاس منصورہ میں ہوا۔ صدارت مولانا صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر صدر کونسل نے کی۔ اجلاس میں دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث اور شیعہ مکاتب فکر

کے راہنماؤں نے شرکت کی۔ اجلاس میں مسئلہ کشمیر، امریکا کے قاسم سلیمانی پر حملہ، سعودی عرب اور ایران کے کشیدہ تعلقات پر خوب بحث مباحثہ ہوا۔ طے ہوا کہ ایک وفد کونسل کی طرف سے سعودی عرب اور ایران کے سفراً سے ملاقات کرے اور باہمی کشیدگی ختم کرنے کی درخواست کرے۔ اجلاس حکومتی ناکامیوں، نامرادیوں، مدارس ومساجد کے قبضے، مساجد میں جمعہ کے روز لکھا لکھایا خطبہ دینے قادیانی نوازی پر غم وغصہ کا اظہار کیا گیا۔

اجلاس میں جماعت اسلامی کے امیر جناب سراج الحق، نائب امیر جناب لیاقت بلوچ، اہلحدیث مکتب فکر کے حافظ عبدالغفار روپڑی، حافظ زبیر احمد ظہیر، بریلوی مکتب فکر کے سیّد ہارون گیلانی، محمد ایوب مغل، تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید، مرزا ایوب بیگ اور دیگر تمام مکاتب فکر کے تقریباً ایک سو کے قریب حضرات نے شرکت کی، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی نمائندگی مولانا عزیز الرحمٰن ثانی اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کی۔ اجلاس میں چاروں صوبوں اور آزاد کشمیر سے نمائندگان نے شرکت کی۔

راقم کی آنکھ کا آپریشن: لاہور کے معروف آئی اسپیشلسٹ جناب ڈاکٹر اعجاز حسن صدیقی لاہور آئی کیئر والوں کو بائیں آنکھ کا معائنہ کرایا تو انہوں نے آپریشن کا مشورہ دیا، جبکہ دائیں آنکھ کے موتیا کا آپریشن تین ماہ قبل کرایا۔ احباب مکمل صحت کی دعا فرمائیں تاکہ لکھنے پڑھنے میں آسانی ہو۔

ماہنامہ عبقری کے دفتر میں: ماہنامہ عبقری کے ایڈیٹر اور نامور طبیب جناب حکیم طاہر محمود چغتائی سے تیس سال سے یاد اللہ ہے۔ جب موصوف احمد پور شرقیہ میں ہوتے تھے اور آپ کا مطب مٹی کی دیواروں پر مشتمل ہے، آج ان کے لاہور قرطبہ چوک کے قریب پانچ منزلہ پانچ پلازے ہیں۔ ماہنامہ عبقری ہزاروں کی تعداد میں شائع ہوتا ہے، بڑی پیری مریدی ہے۔ سینکڑوں لوگ ان سے دم کراتے ہیں۔ ماہانہ مجالس ذکر منعقد کرتے ہیں۔ ۱۴ر جنوری کو جامع مسجد عائشہ کے امام قاری محمد طاہر سلمہ کی معیت میں ان کے عالیشان مطب میں ملاقات ہوئی۔ انہوں نے خود کہا کہ میں نہ عالم، حافظ، قاری کچھ بھی نہیں۔ علماء دیوبند کا کفش بردار ہوں، میرے بیانات اور تالیفات میں جب غلطیوں کی نشاندہی کی جاتی ہے میں فوراً غلطی کو تسلیم کرتے ہوئے رجوع کرلیتا ہوں۔ میرے بیانات میں پانچ علماء کرام موجود ہوتے ہیں جو میرے بیانات کو توجہ سے سنتے ہیں اور جب کوئی غلط بات ہوتی ہے تو وہ چٹ دیتے ہیں فوراً غلطی کو تسلیم کرکے رجوع کرلیتا ہوں۔ انہوں نے راقم کو مشورہ دیا کہ آپ اپنی یادداشتیں لکھا کریں، اپنے ساتھ قبر میں نہ لے جائیں، جن جن علماء کرام اور مشائخ عظام سے ملاقات ہو، ان کے ملفوظات اور قابل عمل چیزیں نوٹ کرکے شائع کریں تاکہ احباب استفادہ کرسکیں۔ انہوں نے اہلحدیث کے قدیم بزرگ جو تصوف کے قائل تھے، ان کے رسائل پر مشتمل انسائیکلوپیڈیا بھی عنایت فرمایا۔ ہمارے ایک قابل قدر بزرگ مولانا محمد عبداللہؒ جو احمد پور شرقیہ کے فاضل ہائی اسکول کے ہیڈ ماسٹر رہے۔ صاحب علم وعمل انسان تھے۔ ان کے رسائل کا مجموعہ بھی راقم کو عنایت کیا۔ حکیم صاحب کے مطب اور عبقری کو قبولیت عامہ حاصل ہے اور خود بھی حکیم صاحب کے سننے، ماننے اور جاننے والے کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ جب ہم نے اجازت مانگی تو پھر فرمانے لگے کہ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے اکابر سے جوڑے رکھے۔

شادی پورہ کی ایک مسجد میں بیان: شادی پورہ کی جامع مسجد نور مومن پورہ جس کے امام مولانا علی شاہ ہیں، گلگت سے تعلق رکھتے ہیں، انہوں نے ۱۴ر جنوری عصر کی نماز کے بعد لاہور میں شادی پورہ کے مضافات میں گلگت سے تعلق رکھنے والے کئی ایک علماء کرام، حافظ وقرأ کو دعوت دی تاکہ انہیں بھی قادیانیت کے فتنہ سے آگاہ کیا جاسکے تو علماء کرام کے علاوہ دسیوں نمازی بھی شریک درس ہوئے۔ راقم نے انہیں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت اور قادیانی عقائد کی سنگینی سے آگاہ کیا۔ مولانا فرمانے لگے: گلگت کے علاقہ جو چائنا کی سرحد کے قریب ہے، بہت ہی حسین وجمیل علاقہ ہے جانا ہوا تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ایک کیلنڈر مسجد میں لگا ہوا نظر آیا۔ راقم نے علماء کرام کو بتلایا کہ مجلس نے آپ کے علاقہ کے ایک عالم دین مولانا عبدالسلام گلگتی جنہوں نے ایک سال مجلس کا تخصص کا کورس چناب نگر سے کیا ہے، مبلغ رکھا ہے وہ اپنے علاقہ میں بھرپور محنت کررہے ہیں۔ راقم نے ان کی سرپرستی کی درخواست کی۔

جامعۃ المنظور الاسلامیہ صدر: جامعہ کی بنیاد ۱۴۰۶ھ مطابق ۱۹۸۶ء میں رکھی گئی۔ آگے چل کر مولانا پیر سیف اللہ خالد کو اسلام آباد سے بلاکر ادارہ کا اہتمام وانصرام ان کے سپرد کیا گیا۔ پیر

سیف اللہ خالد حضرت اقدس مولانا پیر غلام حبیب چکوال کے خلیفہ مجاز اور بہادر عالم دین تھے۔ اہل حق کی تمام جماعتوں کے ساتھ تعلق رکھتے تھے۔ راقم ۱۹۹۰ء سے ۲۰۰۰ء تک لاہور میں رہا تو موصوف ہماری مجلس شوریٰ کے ممبر تھے، جب بھی بلایا شفقت فرمائی۔ تشریف لائے اور اپنے مفید مشوروں سے سرفراز فرمایا۔ موصوف ۱۴۳۸ھ میں کو اس دارِ فانی سے رحلت فرماگئے، ان کی وفات کے بعد ان کے بڑے بیٹے مولانا اسداللہ فاروق ان کے جانشین بنائے گئے۔ ۱۵/ جنوری عصر کی نماز کے بعد راقم نے جامعہ میں بیان کیا۔ چناب نگر کے سالانہ کورس میں طلبا کو شرکت کی دعوت دی، کئی ایک طلبا نے نام لکھوائے۔

مدرسہ مظاہر العلوم آرائے بازار: جامعہ مظاہر العلوم آرائے بازار کینٹ کے علاقہ میں ہے۔ دیوبندی، بریلوی مساجد قریب قریب ہیں۔ ایک دوسرے کا احترام کرتے ہیں، ایک مسلک کی تقریر جلدی شروع ہوتی ہے۔ نماز جمعہ کے لئے تکبیر ہوتی ہے تو دوسرے مسلک کے رفقاء نیچے والے ہارن کے ذریعہ اپنی تقریر کا آغاز کرتے ہیں۔ رمضان المبارک میں بھی ایسا ہوتا ہے۔ مدرسہ کا نظم دیوبندی رفقاء کے پاس ہے، پہلے مہتمم حاجی شفیق احمد تھے، اب حاجی عبدالعزیز مہتمم ہیں، بہت ہی مرنجان مرنج شخصیت کے مالک ہیں۔ اس علاقہ میں ہمارے ایک بہت ہی اچھے جماعتی ساتھی حاجی شفیق احمدؒ ہوتے تھے جو لطفی جنزل اسٹور کے نام سے کاروبار کرتے تھے۔ ان کی مساعی جمیلہ سے ایک عرصہ تک مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ جب لاہور میں مبلغ تھے ہر ہفتہ آرائے بازار کی مسجد میں درس دیا کرتے تھے۔ حاجی شفیق احمدؒ کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند حاجی عبداللطیف جنزل اسٹور چلاتے ہیں۔ مدرسہ مظاہر العلوم اور مسجد کی انتظامیہ کے بھی ممبر ہیں۔ نیز برادر خلیل احمد مختی ساتھی ہیں، ان حضرات کی مساعی جمیلہ سے مدرسہ میں مغرب کی نماز کے بعد طلبا اور اساتذہ کرام سے خطاب کا موقع ملا۔ لاہور کے مبلغ مولانا عبدالنعیم سلمہ کی رفاقت شامل رہی۔ کئی ایک طلبا کرام نے چناب نگر کورس کے لئے نام لکھوائے۔

جامع مسجد خلفاء راشدین میں جلسہ: رنگ محل کے علاقہ میں قاری محمد مومن شاہ مدظلہ جامعہ خلفائے راشدین کے نام سے مسجد و مدرسہ کا نظم سنبھالے ہوئے ہیں۔ تجوید و قرأت کے نامور اساتذہ کرام میں سے ہیں، کئی ایک مدارس میں نسل نو کو قرآن پاک تجوید و قرأت کے ساتھ پڑھاتے ہیں۔ اندرون شہر مجلس کی بھرپور سرپرستی فرماتے ہیں۔ ان کے حکم پر ۱۶/ جنوری کو مغرب سے عشاء تک جلسہ منعقد ہوا، جس میں اندرون شہر کے تاجروں نے دلچسپی کے ساتھ پروگرام میں شرکت کی۔ برادر رضوان نفیس ان کے بھائیوں، مجلس لاہور کے نائب امیر مولانا سیّد ضیاء الحسن مدظلہ ضعف وعوارض کے باوجود شریک ہوئے اور اختتامی دعا بھی انہوں نے کرائی۔ تلاوت و نعت کے بعد مولانا عبدالنعیم نے انتہائی مختصر بیان و اعلان پر اکتفا کیا۔ راقم نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت و فضیلت، تحریک ختم نبوت میں اہالیان لاہور کی ۱۹۵۳ء میں عظیم الشان قربانیوں، مسلمانوں کی عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے ذمہ داری کے عنوان پر تقریباً ایک گھنٹہ بیان کیا۔

جامع مسجد لبرٹی مارکیٹ میں خطبہ جمعہ: ۱۷/ جنوری کا خطبہ جمعہ راقم نے لبرٹی مارکیٹ گلبرگ لاہور کی جامع مسجد حنفیہ میں دیا۔ جامع مسجد حنفیہ کے بانی مولانا عبدالعلیمؒ فاضل دیوبند تھے، بنیادی طور پر ''انگہ'' وادی سون خوشاب کے رہنے والے تھے۔ گلبرگ میں مسجد بنائی اور ایک عرصہ تک اس وسیع و عریض جامع مسجد کے خطیب رہے، بہت ہی دبنگ قسم کے انسان تھے جسے حق سمجھتے ڈنکے کی چوٹ بیان کرتے۔ راقم ان کے دور میں بھی حاضری دیتا رہا، تا آنکہ ان کا انتقال اگست ۱۹۹۴ء میں ہوا۔ ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند مولانا سعید الرحمٰن احمد خطیب رہے اور مدرسہ کا اہتمام بھی ان کے پاس رہا۔ مجلس کے تحریکی کاموں میں تعاون فرماتے رہے، تا آنکہ وہ بھی ۲۷/ اگست ۲۰۱۷ء راہی ملک عدم ہوئے۔ اب مولانا سعید الرحمٰن احمدؒ کے فرزند ارجمند قاری شعیب الرحمٰن نظم سنبھالے ہوئے ہیں۔ جناب علامہ ممتاز اعوان کی مساعی جمیلہ سے عرصہ دراز کے بعد راقم کا بیان ہوا۔ اللہ پاک شرف قبولیت سے سرفراز فرمائیں جامع مسجد حنفیہ کے بانیان اور معاونین کی مغفرت اور جان و مال عزت وآبرو کی حفاظت فرمائیں۔

جامع مسجد زبیر گلشن راوی میں دو روزہ کورس: جامع مسجد زبیر کے امام وخطیب مولانا عزیز الرحمٰن ہیں، ان کی مساعی جمیلہ سے دو روزہ کورس منعقد ہوا۔ ۱۷/ جنوری کو راقم نے عقیدۂ ختم نبوت اور حیات عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق قادیانیوں کے اعتراضات وران کے جوابات پر لیکچر دیا، جبکہ ۱۸/ جنوری کو شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ اور مولانا عزیز الرحمٰن ثانی کے لیکچر

ہوئے۔ راقم کے ایک ہفتہ کے تبلیغی پروگراموں میں مولانا عبدالنعیم سلمہ، مولانا قاری عبدالعزیز مدظلہ، پیر رضوان نفیس اور دیگر کئی ایک جماعتی رفقاء پیش پیش رہے۔

گجرات میں دو روزہ کورس: گجرات کی مسجد تبلیغی مرکز سے ملحقہ مدرسہ جس کے منتظم مولانا محمد یوسف مدظلہ ہیں، جو چھوکر خورد کے مولانا حافظ منظور احمدؒ کے فرزند ارجمند اور فکر مند عالم دین ہیں۔ آپ تبلیغی مرکز سے ملحقہ بنین و بنات کے مدارس کا انتظام سنبھالے ہوئے ہیں۔ آپ کے مشورہ سے ہمارے ضلعی بلکہ دو اضلاع منڈی بہاؤالدین اور گجرات کے مبلغ مولانا محمد قاسم سیوطی سلمہ نے ۱۸ تا ۱۹؍جنوری کو دو روزہ کورس رکھا۔ جس کا دورانیہ صبح ساڑھے دس سے ساڑھے گیارہ بجے تھا، جس میں تمام اساتذہ کرام اور طلبا نے شرکت کی۔ ۱۸؍جنوری کو مرزا قادیانی کے کذبات اور جھوٹی پیشینگوئیوں اور مرزا قادیانی کے کردار پر لیکچر ہوا۔ ۱۹؍جنوری کو حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات، رفع ونزول اور حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کے ظہور اور علامات پر لیکچر دیا گیا، آج کے سبق میں امام اہل سنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدرؒ کے فرزند ارجمند مولانا عبدالحق خان بشیر اور دوسرے کئی ایک علماء شہر شریک ہوئے۔

جامع مسجد فاروق اعظم میں جلسہ: گجرات شہر میں جامع مسجد فاروق اعظم کے بانی جامع مسجد سروس کے خطیب مولانا مفتی جمیل الرحمٰن مدظلہ ہیں۔ ان کی صدارت میں ۱۸؍جنوری ظہر کی نماز کے بعد جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت و نعت قاری عبدالکبیر نے پیش کی۔ مولانا عبدالحق خان بشیر مہمان خصوصی تھے۔ تلاوت ونعت کے بعد راقم کا تفصیلی بیان ہوا اساتذہ وطلبا کے علاوہ شہریوں نے بھی شرکت کی۔

کنجاہ میں جلسہ: مدنی مسجد کنجاہ میں ۱۸؍جنوری عشاء کی نماز کے بعد جلسہ ختم نبوت منعقد ہوا۔ صدارت مدنی مسجد کے خطیب مولانا قاری عبدالرحمٰن نے کی۔ مولانا پروفیسر غلام حیدر مدظلہ مہمان خصوصی تھے۔ مقامی اور سرگودھا سے آئے ہوئے نعت خواں نے ہدیۂ نعت پیش کیا۔ مولانا محمد قاسم سیوطی اور (راقم) مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے، سینکڑوں مسلمانوں نے جلسہ میں شرکت کی۔

بنات اور خواتین سے خطاب: ۱۹؍جنوری کو مولانا محمد یوسف مدظلہ کے حکم پر بنات کے مدرسہ میں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت کے حوالہ سے راقم نے تفصیلی بیان کیا اور بنات سے استدعا کی کہ وہ اپنے اپنے دائرہ میں قادیانیت کا تعاقب شروع فرمائیں اور قادیانی خواتین جو ایمان کی چور اور ڈاکو ہیں سے مکمل اجتناب کریں۔ علوم اسلامیہ سے فراغت کے بعد بھی کوشش فرمائیں کہ دینی خدمات سرانجام دینے کی کوئی نہ کوئی صورت نکل سکے۔

دارالعلوم گجرات جامع مسجد تقویٰ میں بیان: جامع مسجد تقویٰ دارالعلوم گجرات کے بانی مولانا پروفیسر اشفاق حسین منیر مدظلہ جو جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کے فاضل ہیں۔ ایک عرصہ تک مختلف کالجوں میں پروفیسر اور لیکچرار کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد گجرات شہر میں دارالعلوم کا قیام عمل میں لائے خود بھی تدریس کے فرائض سرانجام دیتے ہیں دیگر بھی اساتذہ کرام ہیں، درجہ سادسہ تک تعلیم ہوتی ہے۔ ۱۹؍جنوری کو ظہر کی نماز کے بعد دارالعلوم میں طلبا و اساتذہ کرام سے خطاب رکھا۔ چنانچہ حضرت پروفیسر صاحب مدظلہ کی صدارت میں پروگرام منعقد ہوا، جس میں شہر کے کئی ایک علماء کرام نے شرکت کی۔ ☆☆

میرپورخاص میں ۲۲ قادیانیوں کا مسلم ووٹر لسٹوں میں اندراج

حساس معاملے پر علمائے کرام کا اجلاس، الیکشن کمیشن حکام کو بھی نشاندہی کرادی گئی

میرپورخاص (بیورو رپورٹ) میرپورخاص کی مسلم ووٹر فہرستوں میں ۲۲ قادیانیوں کے نام درج کئے جانے کا انکشاف ہوا ہے، ختم نبوت کے علماء کرام نے الیکشن کمیشن کو نشاندہی کرادی۔ تفصیلات کے مطابق قادیانیوں کی جعل سازی کا انکشاف اس وقت ہوا جب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا مختار احمد نے اپنی ٹیم کے ہمراہ گورنمنٹ پرائمری اسکول پنہور کالونی، قائد ملت اسکول سیٹلائٹ ٹاؤن اور گورنمنٹ پرائمری اسکول ستار نگر میں قائم ڈسپلے سینٹرز کا دورہ کیا اور وہاں رکھی ووٹرز فہرستوں کا مطالعہ کیا، جہاں مسلم ووٹر فہرستوں میں ۲۲ قادیانیوں کے نام درج پائے گئے۔ اس حوالے سے دفتر ختم نبوت میں علماء کرام کا اجلاس ہوا، جس میں مولانا احتشام الحق، مولانا مفتی عبیداللہ انور، ارباب نیک محمد، عبدالغفور اور حاجی رشید سمیت میرپورخاص کی مختلف مذہبی تنظیموں اور مقامی شخصیات نے شرکت کی۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ فارم نمبر ۶ وصول کر کے ہر ڈسپلے سینٹر سے اعتراض لگا کر درج کئے جائیں تا کہ قادیانیوں کے نام حتمی مسلم ووٹر فہرستوں میں درج نہ ہوسکیں، جبکہ قادیانیوں کے خلاف کارروائی کے لئے تمام تفصیلات پیر ایوب جان سرہندی اور ختم نبوت کے ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کو فراہم کردی جائے گی۔ (روزنامہ امت کراچی، ۳؍فروری ۲۰۲۰ء)

ریٹائرڈ بینک افسر خاندان سمیت قادیانیت سے تائب

کنری کے رہائشی انور خان کا قبولِ اسلام، حقائق آشکار ہونے پر فیصلہ کیا: گفتگو

میر پور خاص (بیورو رپورٹ) قبولِ حق کا سفر ریٹائرڈ بینک افسر اپنی اہلیہ اور تین بچوں سمیت قادیانیت سے تائب ہوکر دائرہ اسلام میں داخل ہوگیا۔ تفصیلات کے مطابق محلہ امیر آباد کنری کے رہائشی اور سابق بینک افسر محمد انور خان نے اپنی اہلیہ مسماۃ مبارکہ انور تین بچوں ۱۱ سالہ ارسلان احمد خان، ۹ سالہ فراز احمد خان، ۸ سالانہ ثانیہ فرحین کے ہمراہ اصل حقائق سے آشکار ہونے اور اسلامی تعلیمات سے متاثر ہوکر جامع بخاری مسجد کنری کے خطیب مفتی اسد اللہ آرائیں کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا۔ اس موقع پر مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مولانا مختار احمد، مقامی ناظم چوہدری ناصر احمد، معززین شہر حاجی دین محمد، محمد ندیم آرائیں، یوسف قریشی، خلیل بھٹی، محمد ہاشم بھٹی، محمد اقبال، حافظ محمد ذیشان و دیگر بھی موجود تھے۔ نومسلم محمد انور خان نے بتایا کہ انہوں نے کسی دباؤ کے بغیر اور اسلامی کتب کا مطالعہ کرنے کے بعد قادیانیت سے تائب ہوکر نبی آخرالزمان پر کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کیا ہے، مسلمان ہونے کے بعد وہ بے حد خوشی محسوس کررہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو آج ایمان کی دولت سے نوازا ہے، انہوں نے تمام قادیانیوں کو بھی دعوت دی کہ وہ حقائق سے منہ موڑنے کے بجائے قادیانیت جیسے جھوٹے مذہب سے تائب ہوکر دامن مصطفیٰ کو تھام لیں اور اپنی آخرت سنوار لیں۔ قبولِ اسلام کے بعد نومسلم جوڑے کا دوبارہ نکاح بھی پڑھایا گیا، جامع بخاری مسجد میں نماز جمعہ کے بعد تمام نمازیوں نے نومسلم کو گلے لگا کر مبارکباد دی، ان کو اسلام پر ثابت قدم رہنے اور ان کے استقامت کے لئے خصوصی دعا بھی کی گئی۔

(روزنامہ امت کراچی، یکم فروری ۲۰۲۰ء)

سیّد خلیق احمد شاہؒ کی رحلت

سیّد خلیق احمد شاہؒ بخاری جامعہ خیر المدارس ملتان کے فاضل تھے۔ آپ نے ۱۴۰۰ھ میں جامعہ سے حدیث شریف کی آخری کتب کی تعلیم حاصل کی۔ آپ نے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیقؒ، حضرت مولانا منظور احمد دامت برکاتہم العالیہ، حضرت مولانا شبیر الحق مدظلہ، حضرت مولانا شیر محمد جیسی جبال العلم شخصیات سے حدیث پاک کی فیوض و برکات حاصل کیں۔

فراغت کے بعد تقریباً دوسال جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں نظم سے متعلق رہے۔ بعدازاں لاہور شفٹ ہوگئے اور کمپیوٹر کے شعبہ سے منسلک ہوگئے۔ کمپیوٹر کمپوزنگ کی نئی نئی آمد تھی۔ ہمارے بہاولپور کے معروف علمی خاندان (مولانا محمد علیؒ) کے چشم و چراغ مولانا حکیم عبدالغنیؒ جو شیخ التفسیر حضرت مولانا سیّد شمس الحق افغانیؒ کے دروس و بیانات کی اشاعت میں لگے ہوئے تھے۔ انہوں نے کوئی کتاب کمپوزنگ کے لئے دی، وقت پر ایفائے عہد نہ ہوسکا تو انہیں معلوم ہوا کہ سیّد خلیق شاہ کی محمد اسماعیل شجاع آبادی سے شناسائی ہے۔ مجھے تحریر فرمایا کہ سیّد خلیق شاہ کو ایفائے عہد کی درخواست کریں۔ راقم نے استدعا کی، دوبارہ مولانا عبدالغنیؒ نے رابطہ کیا معلوم نہیں کہ کیا بات ہوئی تو مولانا عبدالغنیؒ نے فرمایا کہ: ''خلیق وہ ہیں، اخلاق ہمیں سکھانا پڑتے ہیں'' تو جب بھی ملاقات ہوتی تو راقم ان سے کہتا: ''خلیق آپ ہیں، اخلاق ہمیں سکھانا پڑتے ہیں'' یہ جملہ سن کر لوٹ پوٹ ہوجاتے۔ مجلس کے کاز اور مشن سے والہانہ عقیدت رکھتے تھے۔ مجلس کے پروگراموں میں شرکت فرماتے۔ انہوں نے حقیقت ذاکر نائیک، منتخب من الاحادیث، شجرۃ النبی، القاب الصحابۃ والتابعین، جن جادو اور جہالت، غلام احمد پرویز عقائد و افکار کا تجزیہ، یادگار کتب چھوڑیں۔

ان کے فرزند ارجمند سیّد لبیق ساجد بخاری سلمہ ان دنوں زیر تعلیم تھے۔ اللہ پاک نے انہیں لحن داؤدی سے سرفراز فرمایا ہے۔ مصری لہجہ میں خوبصورت تلاوت فرماتے ہیں۔ دینی پروگراموں میں انہیں ساتھ لے کر تلاوت کے لئے جاتے معلوم ہوا کہ موصوف نے ۲۴/ دسمبر ۲۰۱۹ء کو انتقال فرمایا۔ ان کے فرزند ارجمند القاری المقری سیّد لبیق ساجد جامعہ فتحیہ اچھرہ لاہور میں استاذ ہیں۔ اللہ پاک مرحوم کی مغفرت اور پسماندگان کو صبر جمیل نصیب فرمائے۔ آمین۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

REGD. SS. 160

بمقام جامع مسجد فرقانیہ دُرمان روڈ شکر گڑھ

3 روزہ تربیتی و تبلیغی ختمِ نبوّۃ کورس

انشاء اللہ

نقابت: شہباز نقابت حضرۃ مولانا راشد محمود قاسمی صاحب

زیرِ صدارت: استاذ العلماء والقراء جناب قاری محمد رمضان صاحب حفظہ اللہ، امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ شکر گڑھ

زیرِ نگرانی: محترم جناب حافظ محمد عامر رشید صاحب، جنرل سیکرٹری عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ شکر گڑھ

تاریخ	بعد نماز مغرب تا عشاء	موضوع
8 مارچ 2020 بروز اتوار	بعد نماز مغرب تا عشاء	حیات حضرۃ عیسیٰ علیہ السلام
9 مارچ 2020 بروز پیر	بعد نماز مغرب تا عشاء	عقیدہ ختم نبوۃ اور ہماری ذمہ داری
10 مارچ 2020 بروز منگل	بعد نماز مغرب تا عشاء	کردار مرزا غلام قادیانی

حضرۃ مولانا گل محمد توحیدی صاحب حفظہ اللہ، مجاہدِ ختم نبوت، یادگار اسلاف

حضرۃ مولانا بشیر احمد قاسمی صاحب حفظہ اللہ، مناظرِ اسلام، مجاہدِ ختم نبوت

حضرۃ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی صاحب مدظلہ، فاتح قادیانیت، مناظرِ اسلام، مجاہد ختم نبوۃ، مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ، ملتان

حضرۃ مولانا فقیر اللہ اختر صاحب، مجاہد ختم نبوت

قاری محمد یٰسین صاحب، مجاہد ختم نبوت

حضرۃ مولانا محمد وسیم صاحب

حضرۃ مولانا حافظ محمد عبداللہ صاحب

منجانب: شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّۃ شکر گڑھ

0300 7767378
0300 7768838

خطاطی اینڈ ڈیزائننگ: محمد شکور عاصم اعوان، ادارۃ الخطوط، گوجرانوالہ، 0300-6411525، 0302-6619540